



# امام احمد رضا رحمہ اللہ شام کی نظر میں



ترتیب  
خلیل احمد رانا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

# امام احمد رضا علمائے شام کی نظر میں

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

پیش کش:

اعلیٰ حضرت فیث ورک

برائے:

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

نام کتاب	:	امام احمد رضا علمائے شام کی نظر میں
تصنیف لطیف	:	خلیل احمد رانا
ٹائٹل ویب لے آؤٹ	:	راؤ ریاض شاہد رضا قادری

پیش کش:

**اعلیٰ حضرت نیٹ ورک**

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

# امام احمد رضا ”علمائے شام“ کی نظر میں

ترتیب۔ خلیل احمد رانا

بھگوانہ حضرت شیخ امام احمد رضا قادری الہندی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کے علم و فضل کا شہرہ صرف برصغیر پاک و ہند ہی میں نہیں ہوا بلکہ عرب ممالک حجاز مقدس، عراق، مصر، شام، مراکش، فلسطین وغیرہ کے بڑے بڑے علماء و مشائخ نے بھی آپ سے عقیدت کا اظہار کیا، آپ کے علم و فضل کو تسلیم کیا اور آپ کو شان دار القاب سے یاد کیا، چنانچہ درج ذیل میں ان عرب ممالک میں سے ”ملک شام“ کے جید علماء کا تعارف اور امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ان کے تاثرات نقل کئے جاتے ہیں۔

## شیخ امین السفر جلانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ شیخ امین بن محمد بن خلیل دمشقی حنفی الشہیر سفرجلانی رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں پیدا ہوئے۔ علوم کثیرہ کے ماہر، عربی کے مشہور شاعر اور اجل عالم دین تھے۔ دمشق کی مشہور ”جامع السنجداد“ کے امام اور اسی جامع میں درس دیا کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں ”القطوف الدانیہ فی العلوم العثمانیہ“، ”الکوکب الحثیث شرح درۃ الحدیث فی مصطلح الحدیث“، ”العقد الوحید شرح النظم الفرید فی علم التوحید“، ”المنظومۃ المزہیہ فی الاصول الفقہیہ“ اور ”عقود الاسانید فی مصطلح الحدیث“ مشہور ہیں۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء میں دمشق میں وفات پائی۔ [۱]

آپ نے امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

”میں نے اہم کتاب (الدولۃ المکیہ) مطالعہ کی، یہ اہل ایمان کے عقائد کا

خلاصہ ہے اور اہل سنت و جماعت کے مذہب کی مکیہ..... رسالہ مذکورہ مؤلف



علامہ، مرشد فہامہ شیخ احمد رضا خاں ہندی کی عظمتِ شان پر گواہی دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ آخرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے ان کو اور ہم کو جمع فرمائے، آمین (۱۳/ صفر ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء)۔ (ملخصاً) [۲]

### شیخ محمد امین سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ، فقیہ، اصولی، صوفی کامل، امام لغت الشیخ محمد امین بن محمد الدمشقی المعروف ”سوید“ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۵ء میں دمشق کے ایک تاجر اور زراعت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ اس وقت دس سال کی عمر میں تھے کہ آپ کے والد سفر حج میں انتقال کر گئے، آپ کے چچا نے آپ کی کفالت کی۔ تحصیل علم کے لئے آپ جن علمائے شام کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت شیخ عبدالغنی النعمانی الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ یوسف السمارہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابوالفرج الخطیب رحمۃ اللہ علیہ، محدث شام علامہ شیخ بدر الدین اسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء)، حضرت شیخ سلیم العطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہمری العطار رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الصوفی عیسیٰ الکرودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء)، حضرت شیخ الطیب رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کے بعد آپ جامعہ ازہر (قاہرہ۔ مصر) آگئے اور پانچ سال تک یہاں کے علماء کی صحبت اختیار کی، تعلیم مکمل کر کے آپ دمشق لوٹ آئے اور ”جامع درویش پاشا“ میں فقہ حنفی کی تعلیم دینے لگے بعد میں اسی جامع میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ اسی دوران آپ نے ترکی، ہندوستان، ایران، بخارا، یمن اور دوسرے کئی ممالک کا دورہ کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران مملکت عثمانیہ نے آپ کو ”الکلیۃ الصلاحيۃ القدس الشریف (فلسطین)“ میں منصب قضاۃ اور مدرسین کی تربیت کے لئے متعین کیا، یہاں آپ بڑی دلجمعی سے کام کرتے رہے حتیٰ کہ انگریز حکومت نے مملکت عثمانیہ کے زوال کے باعث اختتام جنگ سے کچھ عرصہ قبل اس یونورسٹی کو بند کر دیا۔ بایں وجہ آپ دمشق واپس آگئے تو حکومت شام نے آپ کو سرکاری اداروں میں عربی زبان

کے تحفظ و فروغ کے اہم کام پر مامور کر دیا جس ادارہ میں آپ کام کرتے تھے اس کا نام ”المجمع العلمی العربی“ تھا۔

۱۹۲۳ء میں دمشق کے مشہور ادارہ ”معهد الحقوق العربی“ میں اصول فقہ کی تدریس آپ کو سونپی گئی۔ ۱۹۲۵ء میں چند ماہ لبنان میں قیام کیا، پھر اردن آ گئے، یہاں سے ”دار المعلمین“ القدس شریف (بیت المقدس) میں تدریس کے لئے چلے گئے۔ ۱۹۲۸ء تا ۱۹۲۹ء مکہ مکرمہ میں تدریس پر مامور رہے، اس کے بعد آپ ہندوستان کے شہر ممبئی میں ”مدارس الفلاح“ کی تاسیس اور نگرانی کے کام پر مامور ہوئے، بالآخر آپ دمشق واپس آ گئے، یہاں پر ”جامع مسجد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ“ اور محلہ القنات میں واقع ”جامع التحدیل“ میں مستقل تین سال تک وعظ و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور اس ذمہ داری میں اپنی وفات سے قبل تین دن کے سوا کبھی ناغہ نہ کیا۔

حضرت شیخ امین سوید علیہ الرحمہ کا شمار دمشق کے کبار علماء میں ہوتا ہے، آپ کو علم اصول فقہ، توحید، تصوف، اسماء الرجال میں یکتائی حاصل تھی۔ آپ کی تصانیف میں [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com) پر بھی [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com) موجود ہے۔ آپ کی مشہور کتاب ”لصوصات مکہ“ کی عبارات کو بڑی عمدگی اور کلام بلخ سے حل فرمایا کرتے تھے، آپ کو بہت سے مشائخ و علماء نے اپنی اپنی اجازات سے سرفراز فرمایا، ان میں حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن خلیل قادحی ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) اور حضرت شیخ ملا محمد فیضی بلخادی مفتی بغداد اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمایاں ہیں۔

شیخ امین سوید رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عابد و زاہد، متواضع، شہرت سے تحفظ انسان تھے، اولیاء کرام سے بہت عقیدت رکھتے تھے، اور مسافعتیں طے کر کے ان کی زیارت گاہوں پر جانے کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ بلاد شام میں ”محافل صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے بانی عالم کبیر، ولی کامل حضرت شیخ عارف عثمان حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۶۵ء) فرماتے ہیں کہ شیخ امین سوید علیہ الرحمہ ملک شام کے قطب تھے۔

آپ کے مشہور تلامذہ میں سے چند ایک یہ ہیں۔ شیخ ابوالخیر المیدانی دمشقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) فقیہ حنفی شیخ عبدالوہاب دہس وزیت دمشقی گیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۹ء) شیخ محمد

المہاشمی الممالکی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۱ء) السید الشیخ محمد الہی الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)  
دارالافتوی بیروت کے امین خاص حضرت شیخ محمد العربی العزوزی القاسی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یکم رجب المرجب  
۱۳۳۳ھ کو سند اجازت عطا فرمائی۔ اس اجازت کی نقل درج ذیل ہے!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے تمام کائنات کو اپنی وحدانیت سے آگاہ کیا اور تمام عوالم نے مختلف زبانوں میں جس کی الوہیت کی گواہی دی، اور درود و سلام تمام جہانوں کے سردار، منتخب جماعت اور جنت عدن کے خُسن کامل حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وجود کائنات کا مرکزی نقطہ اور ہر موجود کا سبب اعظم ہیں، نیز آپ کی آل اطہار اور اصحاب اختیار پر۔

بے شک میں نے اخی فی اللہ، مردِ کامل، عالم باعمل، عمدة المفصلاء والنبلاء السید محمد العربی ابن السید محمد المحمدی بن العلامة، المحقق سیدی السید محمد العربی الزرھونی العزوزی القاسمی کو ان تمام علوم کی اجازت دی جن میں **محمد ﷺ** **محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ** درست ہے، نیز جن علوم کی نسبت میری طرف درست ہے، میں نے انہیں اجازت دی کہ وہ جس کو ان علوم کا اہل جانیں اسے اجازت دے سکتے ہیں، جس طرح میں نے اپنے مشائخ اعلام، عمدة مراجع الاسلام (جن کے تذکرے سے سند میں طوالت ہوگئی ان میں سے) سیدی العلامة، ذوالفتح الاقدسی، العارف باللہ الشیخ محمد القاوی الطرابلسی، حاوی علی العلوم سیدی الشیخ محمد الططاوی، نیز جن کی شہرت و فضیلت اقطار عالم میں سورج کی شعاعوں کی طرح پھیلی، مفتی بغداد سیدی الشیخ محمد فیضی الزحاوی، جن کی سندیں اور ثبوت محتاج تعارف نہیں ہیں، اور یہ کہ میں انہیں اور خود کو اللہ عظیم کے تقویٰ و طاعت کی وصیت کرتا ہوں اور ہمیشہ ظاہر و باطن میں ذکر الہی کی تلقین کرتا ہوں، اور تمام احکام اسلامی کی بجا آوری کا حکم دیتا ہوں تاکہ یہ اخلاق عالیہ کے اعلیٰ زیور سے آراستہ ہوں اور اوصاف حمیدہ سے بلند مقام پر فائز ہوں اور یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کبھی ایسے مقام پر نہ دیکھے جہاں



سے اس نے روکا ہے، اور کبھی اس مقام سے عائب نہ پائے جہاں جانے کا اس نے حکم فرمایا، اور اس بات کی بھی تلقین کرتا ہوں کہ یہ علوم دین اور آخرت حدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کتب تعلیم و تدریس سے کبھی الگ نہ ہوں، اور یہ کہ مجھے اپنی جلتوں، خلوتوں اور نیک دعاؤں میں کبھی نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کار خیر کی توفیق دے۔ اے اللہ! تو قبول فرما۔

یہ سند محتاج الی اللہ تعالیٰ محمد امین الشہیر سویذ غنی عنہ نے یکم رجب المرجب ۱۳۳۳ھ کو لکھی۔

تصانیف میں ۱۔ تسہیل الحصول علی قواعد الاصول۔

۲۔ رسالہ فی نحو (یہ ایک مخطوطہ ہے اس کا ایک صفحہ ان قواعد و ضوابط پر مشتمل ہے جو علم اصول فقہ میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، اس رسالہ میں ایک مقدمہ شامل ہے جو مبادیات علم کے ضروری بحث پر مشتمل ہے، اس کے علاوہ سات مقالات اور ایک اختتامیہ جو ان عقائد و اخلاق کے بیان میں ہے جن کو اپنانے سے زہد و تصوف جیسی صفات کو جلا ملتی ہے۔

۳۔ علوم القرآن و التفسیر و الحدیث و الفرائض و الفقه و المعاشی و العبادات علیہ الرحمہ کی کتاب ”الاتقان“ کا

اختصار ہے۔) ۳۔ رسالہ فی تاریخ القدس۔

۵۔ تلخیصات (اسے آپ نے ادارہ ”معهد الحقوق العربی“ کے زمانہ تدریس میں تصنیف کیا)۔

۲۰ ر شوال ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء کو وصال فرمایا اور دمشق کے مشہور قبرستان ”باب الصغیر“ میں دفن

ہوئے۔ [۳]

آپ نے امام احمد رضا خاں حنفی قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ”الدولة الحکمیہ“ پر درج ذیل تقریر تحریر فرمائی۔

”علامہ کبیر، فہامہ شہیر، محقق و مدقق کامل شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ”الدولة الحکمیہ بالعادة الغیبیہ“ مطالعہ کی، میں نے اسے ایک ایسا عظیم الشان سایہ دار درخت پایا جو اپنے دامن میں نہ صرف اسلام کا جوہر سمیٹے ہوئے ہے اور ایک چمن جو عقائد



اہل ایمان کا نچوڑ ہے۔

بے شک علم ذاتی محیط، اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مخصوصین کو ایسے علم سے آگاہ کرنا جس سے وہ پہلے نا آشنا تھے، ایسی بات ہے جس کے جائز اور واقع ہونے میں کوئی شک نہیں، یہ علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر موقوف ہے، تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے علوم سے مطلع کیا جو آپ کے لئے خاص ہیں اور آپ کے سوا تمام مخلوقات ان سے نا آشنا ہے۔ (۱۶ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)۔ (ملخصاً) [۴]

علامہ شیخ سید محمد تاج الدین حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق صدر جمہوریہ شام)

حضرت علامہ صوفی شیخ محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین بن یوسف الحسنی المراكشي ثم الدمشقي رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں دمشق میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کے زیر کفالت پرورش پائی، علوم دینیہ اپنے والد محترم محدث شام تاج العلماء علامہ شیخ بدر الدین حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء) [۵] اور ان کے علاوہ سے حاصل کئے۔ ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء میں مدرسہ سلطانیہ دمشق میں علوم دینیہ کی تدریس کے لئے تقرر ہوا، اور مجلس اصلاح المدارس کے رکن بنے۔ عہد عثمانیہ میں شام کی پارلیمنٹ کے رکن رہے، ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء میں "اخبار شرق" کے چیف ایڈیٹر بنے، فیصل (سربراہ شام) کے دور میں شام کی کانفرنس کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں فیصل الملک نے محکمہ تعلیم کا ڈائریکٹر مقرر کیا، اوقاف و فتویٰ، شرعی عدالت اور حجازی خط کے دفاتر اس کے تحت تھے۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۳ء تک ملک شام کے عہدہ صدارت پر فائز رہے۔ دمشق میں پیر کے دن ۱۰ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ/۱۷ جنوری ۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔ [۶]

آپ نے امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی شہرہ آفاق کتاب "الدولۃ المکیہ" پر درج ذیل ایمان افروز تقریظ لکھی۔

” ۱۳۳۱ھ میں جب دمشق سے مدینہ منورہ حاضر ہوا اور سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ کی زیارت سے شرف یاب ہوا تو مجھے الدولۃ المکیہ کے مطالعہ کے لئے کہا گیا چنانچہ میں نے اس کتاب کو اس طرح مضطربانہ دیکھا جس طرح دوست دوست کو جدا ہوتے وقت دیکھتا ہے، میں نے اسے بے مثل پایا، اس کی صداقت بیانی اور استقامت نشانی روشن ہے..... ایسا کیوں نہ ہو کہ اس کتاب کے مؤلف بڑے صاحب فضل مولانا شیخ احمد رضا خاں ہیں جو اپنے ہم مشلوں میں بہترین اور قدرومنزلت والے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے اور ہم سب کو قیامت کے دن حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جہنم سے تلے جمع فرمائے، آمین!

میں نے چند وجوہات کی وجہ سے تقریب میں اختصار کو پیش نظر رکھا، پہلی بات تو کہ مؤلف کے اوصاف تفصیل و تطویل سے بے نیاز ہیں، دوسری بات یہ کہ میں دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو رہا ہوں، آنکھیں اشکبار ہیں اور یہ تقریب لکھ رہا ہوں۔ (۹ ربیع الثانی

۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء) ملخصاً [www.alahazratnetwork.com](http://www.alahazratnetwork.com)

### شیخ محمد بن احمد رمضان شامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد بن احمد رمضان الشامی المدنی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے ممتاز ادیب تھے، آپ کے اشعار عوام میں زبان زد عام تھے۔ آپ کی تصانیف میں ”صفوۃ الادب“، ”مختارات شعرو مرواحات“، ”مناجات الحبيب في الغزل والنسيب“، ”شعري ديوان“، ”تنبیه الانام في ترتيب الطعام“ اور ”مسامرة الاديب“ (یہ تصنیف آپ نے بروز جمعہ ۱۳۳۰ھ میں مکمل کی) آپ کی تمام تصانیف طبع ہو چکی ہیں۔ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء کے بعد وفات پائی۔ [۸]

آپ نے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریب تحریر فرمائی۔

” ۱۳۳۱ھ میں جب زیارت کے ارادے سے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو بعض فضلاء نے حضرت

علامہ امام احمد رضا خاں ہندی کی تالیف الدولۃ المکیہ سے آگاہ کیا، میں نے یہ کتاب مطالعہ کی

اور اس کو حسن بیان اور پختگی برحان میں آفتاب کی مانند چمکتا پایا، یہ حقیقت صاحب بصیرت اہل دل اور اہل تقویٰ پر پوشیدہ نہیں۔ علامہ موصوف نے خالق اور مخلوق کے علم کا عمدہ طریقے سے فرق بیان کر دیا جو عین حق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علماء اہل سنت و جماعت کی تائید فرمائے اور ہم کو ان لوگوں میں کر دے جو سن کر اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں، آمین!“ (ملخصاً) [۹]

## شیخ محمد عطاء اللہ آفندی الکسم حنفی دمشقی

### رحمۃ اللہ علیہ

بحر العلوم مفتی شام حضرت شیخ محمد عطاء اللہ بن ابراہیم بن یاسین الکسم علیہم الرحمہ ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۳ء میں دمشق میں پیدا ہوئے، اگرچہ ان کے آباؤ اجداد شام کے دوسرے شہر حمص چلے گئے تھے۔ آپ نے فقہ حنفی کی تعلیم حضرت شیخ عبدالغنی میدانی دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) مؤلف کتاب (شرح عقیدہ طحاوی، کتاب اللہباب فی شرح الکتاب، شرح قدوری، شروع و رسائل فی الصرف والتوحید وغیرہ) سے حاصل کی، آپ ہفتے میں دو دن پایادہ سنگلاخ پہاڑی راستہ طے کر کے سبزی پڑھنے کے لئے جاتے، ان کے علاوہ آپ نے شیخ عبدالکیم افغانی قدحاری حنفی دمشقی (متوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)، شیخ عبداللہ سکری، شیخ احمد علی اور شیخ محمد ططاوی علیہم الرحمہ سے بھی کسب فیض کیا۔ حضرت شیخ سلیم الطار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت ۱۲۹۰ھ سے ان کی وفات ۱۳۰۷ھ تک مسلسل التزام کے ساتھ اختیار کی۔

شیخ الکسم علیہ الرحمہ نے ان مشائخ سے متعدد اوراد و وظائف کی اجازتیں بھی حاصل کیں، شیخ ابراہیم ابو شامات علیہ الرحمہ سے ”الصلوة الطیبة“ (درود شفاء) کی اجازت حاصل کی، درود شفاء یہ ہے !

”اللہم صل علی سیدنا محمد طیب القلوب و حوائہا، و عافیۃ الابدان و شفائہا، و

نور الابصار و ضیائہا، و علی آلہ و صحبہ و سلم“



آپ کے استاد اکرم عبداللہ شیخ السکری رحمۃ اللہ علیہ نے ”حدیث مصافحہ“ کی اجازت مرحمت فرمائی جسے وہ شیخ سعید حلبي رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں، نیز اس کو آپ نے اپنی مشہور کتاب ’نہج‘ میں شیخ شاکر العقاد المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۸ء) سے روایت کیا۔

حضرت شیخ سلیم الخطار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے ۱۵ ربی القعدہ ۱۳۰۳ھ کو اپنے جد امجد حضرت شیخ حامد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۱ھ) کی روایات اور شیخ عبدالرحمن الکویری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۶۲ھ) کی سندوں کی اجازت دی۔ حضرت شیخ الکسم علیہ الرحمہ، شیخ برحان القامحی المصری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حسن العدوی الحمزوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) سے روایت بھی کرتے تھے۔

آپ نے اپنی زندگی میں عبادت گزاری اور خشیت الہی کا دافر حصہ پایا، اللہ رب العزت کے خوف سے بہت گریہ کناں رہے، تلاوت قرآن مجید کثرت سے کرتے، آخری عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے، حج کے موقع پر شیخ حرم نبوی کی اجازت سے اپنے رفیق خاص شیخ عارف عثمان خنی نقشبندی دمشقی **علیہ السلام (متوفی ۱۲۰۵ھ)** سے ملے اور اللہ شرفا میں کئی کئی طویل راتیں بحالت قیام شب بیداری کرتے۔ آپ نے تین بار حج کی سعادت پائی، اولیاء و صلحاء کے مزارات کی زیارت کرتے، خصوصاً حضرت شیخ ارسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پاک کی زیارت روزانہ دن میں تین بار کرنا آپ کا معمول تھا۔ آپ نے جب امامت و تدریس کا وظیفہ اپنایا تو سب سے پہلے اپنے گھر میں جو محلہ عقیبہ میں عوشیوں کی ایک تنگ گلی میں تھا پڑھانا شروع کیا، پھر آپ جامع مسجد اموی کے قریب منتقل ہو گئے اور وہاں اپنے گھر میں پڑھاتے رہے، بعد میں محلہ معظنہ شرقیہ میں اپنی قائم کردہ مسجد میں، اس کے بعد ”جامعہ طبعا“ میں، پھر جامع نورالدین فہید میں اور پھر مدرسہ ”سمیاطیہ“ دمشق میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، ۱۹۱۸ء میں ملک فیصل کی حکومت نے آپ کو دمشق کے مشہور مدرسہ ”المکتبہ الحضر“ میں مفتی شام کے منصب پر متعین کیا۔

فقہی نویسی میں آپ نے بہت عمدہ مقام پایا اور اس میں دیانت و امانت کو اپنائے رکھا، آپ اعلیٰ اخلاق

اور اوصاف حمیدہ سے متصف پرہیزگار عالم دین تھے، ہمیشہ رضائے الہی کے جویاں رہے، امراء و حکام کو برابر نصیحت کرتے، حکومتوں اور سربراہان حکومت کے تغیر و تبدل کے باوجود انہیں ہدایت کرتے۔

حضرت شیخ عطاء آقندی علیہ الرحمہ طلباء کو پڑھانے میں بڑے حریص واقع ہوئے تھے، اپنے درس کے طلباء کو تفسیر، حدیث، فقہ، صرف، نحو، توحید، اصول و فرائض اور منطق جیسے مختلف علوم کی تعلیم دیتے، ہمیشہ کتاب کے اسباق کا مطالعہ کر کے پڑھاتے، دوران اسباق سلف صالحین، اولیائے کرام، اور خصوصاً اپنے مشائخ کے واقعات و مناقب بیان کرتے، آپ کے پڑھانے کا اسلوب یہ تھا کہ عبارت کی صرفی نحوی وجوہات بیان کر کے اس کی تحقیق کرتے پھر طلباء کے سامنے پڑھتے اس کے بعد آپ کے تلمیذ خاص شیخ عبدالوہاب دہس وزیت دمشقی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۶۹ء) اس کو دہراتے۔ جن کتب کا آپ درس دیتے تھے ان میں سے بعض یہ ہیں:

الدر مع حاشیہ ابن عابدین. الاشباہ والنظائر. ملغی الابحر. الدرر شرح الغرر.  
شروح المنار. کشف الاسرار. الہدایۃ. فتح القدیر (شرح الہدایۃ). تفسیر البیضاوی.  
تفسیر البیضاوی. شرح **مکاشفۃ السعوط** **شرح الاکابر علی** علی الفیہ ابن مالک. حاشیہ  
الصبان علی شرح الاشمونی. مغنی اللیب عن کتب الاعراب. السراجیہ مع شرحہا،  
وعلیہا حاشیہ الفناری. المحکم العطائیۃ. السلم لایسا غوجی. بعض شروح السلم. شرح  
المراۃ للزمیری (فی اصول). شرح القطب علی الشمسیۃ.

آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

شیخ ابوالخیر میدانی، شیخ عارف الدوحی، شیخ عبدالوہاب دہس وزیت، شیخ عبدالرزاق البخاری، شیخ سعید  
حمزہ، شیخ عارف الجوبجانی، شیخ سعید البرحانی، شیخ عبدالقادر الاسکندرانی، شیخ احمد القاسمی، شیخ شفیق الخولدی، شیخ عید  
الحلی، شیخ عبدالجلیل السہسی، شیخ مصطفیٰ تقی الدین، شیخ عبدالحمید کیوان، شیخ محی قوتلی، شیخ حمدی الاسطوانی  
السفرجلانی، شیخ سیف الدین الحانی، الشاذلی خلیل مردم بک، الشاذلی محمد سلیم البیدی، شیخ المقری عبداللہ المنجد۔

درس و تدریس میں مشغولیت کی وجہ سے آپ تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے، چند

تالیفات کے نام یہ ہیں۔ فصل الخطاب فی المرأة ووجوب الحجاب (طبع فی دمشق)، رسالة فی مصطلح الحديث (منحطوطہ)، الدرر المنثور فی الاوراد الماثورة، الاقوال المرضیة فی الرد علی الوهابیة (یہ دونوں کتابیں یکجا ۱۹۰۱ء میں مصر سے شائع ہوئیں، بحوالہ فہرس دارالکتب المصریہ طبع ۱۹۲۳ء ج ۱، ص ۱۶۳)

شیخ عطاء اللکسم آفندی ۱۰ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء کو فوت ہوئے اور مفتی دمشق شیخ اسماعیل الحائیک کے مقبرہ واقع باب الصغیر میں حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی قبر پر انوار کے پیچھے دفن ہوئے۔ [۱۰]

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر آپ نے درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی:

”کتاب دولت مکیہ مطالعہ کی، یہ سیدھی راہ دکھانے والی ہے اور قرآن و حدیث و اقوال صحیحہ پر مشتمل ہے، مولف علامہ حضرت شیخ احمد رضا خاں کو اللہ تعالیٰ خوب خوب نوازے اور ان کا فیض عوام و خواص پر ہمیشہ [www.dawateislami.net](http://www.dawateislami.net) پر جاری رہے۔ عوام کو فائدہ پہنچایا ہے، اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہماری اور ان کی مدد فرمائے اور حسن خاتمہ فرمائے، آمین!“ (ملخصاً)

(ربیع الاول ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء) [۱۱]

## شیخ محمد بن علی آفندی الحکیم دمشقی

رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد بن علی بن سعید الشمر الحکیم رحمۃ اللہ علیہ تیرھویں صدی کی آخری تہائی میں دمشق (شام) میں پیدا ہوئے، آپ کا خاندان علم طب و حکمت میں بہت مشہور تھا، آپ کے والد ماجد اور جد امجد طب قدیم کے شعبہ سے وابستہ اور ماہر تھے، ان بزرگوں کی نسبت سے آپ کا لقب بھی ”حکیم“ مشہور ہو گیا، طلب علم کے لئے حضرت شیخ



طاہر الجزائری رحمۃ اللہ علیہ، محدث کبیر شیخ بدر الدین حسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء) اور شیخ محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۵ھ/۱۹۲۷ء) وغیرہم کی محبت اختیار کی، تحصیل علم کے بعد طریقہ شاذلیہ سے نسبت کی۔

حضرت شیخ اککیم علیہ الرحمہ نے علم لغت، ادب، انشا پر دازی، صرف، نحو، منطق اور علوم عصریہ میں کمال حاصل کیا، دمشق کے مشہور مدرسہ ”الریحانیہ“ میں تدریس کے لئے مقرر ہوئے، تعلیم و تربیت کے اسلوب اور عمدہ طریقہ سے اسباق کی شرح میں منفرد مقام رکھتے تھے، مدرسہ ریحانیہ سے علماء و مشائخ کی ایسی پر نور جماعت اٹھی جو کتاب زمانہ کے مشاعر میں شمار ہوئے، آپ نے اس مدرسہ کے طلباء کے اذہان و عقول کی خوب آبیاری کی اور انہیں اخلاق فاضلہ کے زیور سے آراستہ کیا، آپ عظیم صاحب طرز ادیب اور زمانے کے صلحاء میں سے ایک مربی، حکیم، صابر و شاکر عالم تھے، تصانیف میں ”نفع العالروض البلیل فی رحلۃ القدس والعلیل“، ”منظومۃ فی وصف قبر بنی منین والذہدانی (۱۳۱۱ھ) مشہور ہیں۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں دمشق میں وفات پائی۔ [۱۲]

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر

فرمائی!

”بارغ و بہار، بے مثل کتاب الدولۃ المکیہ کے مطالعہ سے محفوظ ہوا، میری معرفت میں اضافہ اور میرے قلب میں پختگی پیدا ہوئی، یہ کتاب مؤلف علامہ کے معارف قلبیہ و عقلیہ اور شریعت محمدیہ کے لئے ان کی غیرت پر گواہ ہے، اللہ تعالیٰ اسلام میں ان جیسے علماء بکثرت پیدا کرے جو ہدایت و ارشاد کے لئے آفتاب بن کر چمکیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علامہ احمد رضا خاں کو اپنی عنایت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل رہتی دنیا تک سچائی پر قائم رکھے اور یہ باطل کو مٹاتے رہیں اور حق کو ثابت کرتے رہیں، آمین!“ (ملخصاً) (۱/ ص ۷۷)

[۱۳] (۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)

## شیخ عبد الحمید البکری العطار الشافعی

### الدمشقی رحمته اللہ علیہ

شیخ عبد الحمید بن محمد ادیب البکری العطار الشافعی رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے مشہور علماء میں سے تھے، (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عرب میں بکری اور ہند میں صدیقی کہلاتی ہے) ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں دمشق میں وفات پائی اور مقبرہ الدحداح میں شیخ البکری العطار رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے قریب دفن ہوئے۔ [۱۴]

آپ نے امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی!

”میں ماہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں سید الموجودات، اشرف المخلوقات کے دربار میں بقصد زیارت حاضر ہوا تو مجھے حرم شریف کے خدمت گار حضرت علامہ احمد الخلیب طرابلسی نے رسالہ (الدولۃ المکیہ) مطالعہ کرایا، اس رسالے میں مشاہیر علمائے ہند میں سے ایک عالم حضرت علامہ مدقق و محقق، مولیٰ الہمام احمد رضا خاں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خصائل و فضائل واضح طور پر بیان فرمائے ہیں جن میں اہل سنت و جماعت کا کوئی اختلاف نہیں، اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کا صلہ عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرمائے۔ آمین!“ (ملخصاً) [۱۵]

## شیخ محمد عارف بن محی الدین بن احمد الشہیر بالمحملجی

### رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد عارف بن محی الدین بن احمد الشہیر بالمحملجی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں دمشق میں پیدا ہوئے، آپ بلند پایہ ادیب اور عظیم فاضل تھے، آپ کا خاندان ”المحملجی“ کے لقب سے مشہور تھا، کیونکہ سفر حج کے موقع پر شام کا محملی (ریشمی) لباس پہنتا ان کا معمول تھا اور ان کا یہ معمول دولت عثمانیہ سے پہلے کا تھا، آپ نے محدث کبیر شیخ بدر الدین حسنی شامی علیہ الرحمہ سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی اور ان

سے روایت بھی کرتے تھے، آپ اپنے ہم عصر علماء میں حفظ حدیث کی وجہ سے ممتاز تھے اور دمشق کے یکتائے زمانہ شاعر و ماہر فاضل علم حدیث تھے، نہایت پرہیزگار اور قول کے سچے تھے۔ آپ نے کثیر تعداد میں مداح نبویہ لکھے۔ آپ نے عالم شباب ہی میں ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء میں وفات پائی۔ [۱۶]

آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

”علامہ شہیر شیخ احمد رضا خاں کی تالیف کردہ کتاب الدولۃ المکیہ کی بعض عبارات کو دیکھا، یہ اپنے موضوع پر کافی اور جامع ہے، اس میں اہل حق کے مطابق عقائد کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کو بہتر بدلہ عطا فرمائے، ان کا کلام ان کے کمال علم پر دلالت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے علوم سے ہم کو منتفع فرمائے، آمین!“ (مخلصا)

(رمضان المبارک)

www.alahazratnetwork.org [۱۷] (۱۳۳۹ھ/۱۹۱۰ء)

## شیخ محمد سعید القاسمی الدمشقی

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد سعید بن قاسم بن صالح بن اسماعیل بن ابن ابی بکر دمشقی الشہر القاسمی، الحلاق رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ/۱۸۳۳ء میں دمشق (شام) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تربیت والدہ ماجدہ نے کی، مشائخ دمشق سے علوم دینیہ حاصل کئے، آپ شام کے مشہور شاعر، ادیب، مؤرخ، فقیہ اور عالم و فاضل تھے، ”جامع حسان“ دمشق کے امام و خطیب تھے، کثیر تعداد میں طلباء آپ سے منتفع ہوئے، تصانیف میں ”بدائع العرف فی الصناعات والحرف“ (آپ نے اس کتاب میں حرف ”سین“ تک لکھا تھا آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ جمال الدین قاسمی نے اسے مکمل کیا)۔ ”تنقیح الحوادث الیومیہ للہدیری“۔ ”سفینۃ الفرج لہما



ہب و دب۔ "الفقر الباسم"۔ "شعری دیوان، بیت القصید" مشہور ہیں۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۵ء میں دمشق میں وفات پائی۔ [۱۸]

تاریخ علماء دمشق میں سن وفات ۱۳۳۵ھ اور ۱۳۳۷ھ لکھا ہے، معجم الموفیقین از عمر رضا کمالہ اور الاعلام از خیر الدین زرکلی میں تاریخ وفات ۱۳۶۷ھ/۱۹۰۰ء لکھی ہے جو کہ درست نہیں۔

آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف "الدولۃ المکیہ" پر درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی۔

"عالم وعامل، فاضل وکامل حضرت شیخ احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ بالمادۃ الفیہ مطالعہ کی، یہ اپنے موضوع پر فیصلہ کن بات ہے اور حکمت سے معمور ہے، مولف قائل مبارک باد ہیں کہ ان مباحث میں غور و فکر کے بعد گرد و باطل کے جمع کردہ دلائل کو پارہ پارہ کر دیا، یہ عین حق ہے کیونکہ مولف کتاب فضائل و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا چیلنج ہے، وہ فضل کے باپ اور داعی ہیں [www.dawateislami.net](#) کی فضیلت کا اقتباس [www.dawateislami.net](#) سے، ان کا علمی مقام بہت بلند ہے، ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے، اللہ تعالیٰ ان کی حیات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور ہم کو اور ان کو، ان کی برکات سے سرفراز فرمائے، آمین!" (ملخصاً)

(۴ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ/۱۹۱۱ء) [۱۹]

شیخ مصطفیٰ بن احمد آفندی الشطی الحنبلی الدمشقی

رحمۃ اللہ علیہ

مفتی الحنا بلہ، صوفی کامل حضرت شیخ مصطفیٰ بن احمد بن حسن بن عمر بن معروف الشطی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۵ء میں دمشق میں پیدا ہوئے، والد ماجد اور عم محترم کی نگرانی میں پروان چڑھے، شیخ احمد قدوسی

رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم پڑھا، حضرت شیخ سلیم دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ البازرائیہ میں خوش خطی کی تربیت لی، علم فقہ اور علم فرائض اپنے والد ماجد اور چچا محترم سے پڑھا، علم صرف اور علم نحو شیخ سلیم العطار دمشقی علیہ الرحمہ اور شیخ البکری العطار دمشقی علیہ الرحمہ سے حاصل کئے، عمومی اسباق اور موقوف علیہ کی کتب کی تعلیم کے لئے محض کبیر شیخ بدرالدین الحسینی دمشقی علیہ الرحمہ کے حلقہ درس میں شریک ہوئے، ۱۲۹۳ھ تک مدرسہ البازرائیہ میں منصب خطابت پر فائز رہے، ۱۳۰۰ھ تک محکمہ بزوریہ میں کاتب کی حیثیت سے کام کیا، ۱۳۰۵ھ میں حضرت شیخ محمد الدندراوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تصوف کی تعلیم حاصل کی اور شام میں آپ کے خلیفہ مجاز نامزد ہوئے، ۱۳۱۶ھ میں والد ماجد کی وفات کے بعد کچھ مدت محکمہ جلیات میں کام کیا، ۱۳۱۹ھ تک مدرسہ البازرائیہ میں اپنے شیخ طریقت کے حکم سے مجلس ذکر منعقد کی، ۱۳۲۷ھ میں دوماہ کے لئے دارالقضاء میں تدریس فرائض سرانجام دیئے، ۱۳۳۱ھ میں اسی جگہ مفتی کے منصب پر فائز ہوئے، اس ذمہ داری کو تاحیات نبھایا، ۱۳۰۵ھ اور ۱۳۰۸ھ میں دوجہ سفر حج کیا۔

آپ کی تصانیف میں **تکلیف اللہ علیہ**، **تکلیف اللہ علیہ**، **تکلیف اللہ علیہ** کی تحریک کے رد میں ہے، آپ نے اس رسالہ کا اختتام بحث تصوف سے کیا، یہ رسالہ ۱۳۲۰ھ میں بیروت (لبنان) سے طبع ہوا۔ آپ فقیہ، محدث، صاحب فضیلت اور نرم و شیریں گفتار رکھتے تھے۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۹ء دمشق میں وفات پائی۔ [۲۰]

آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر

فرمائی:

”حضرت مولف علامہ نے جو کچھ لکھا ہے، حق و صحیح ہے، اس سے جناب مولف کی وسعت علمی اور فضل و کمال کا ثبوت ملتا ہے لہذا اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اس امت میں علامہ جیسے فرد کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس پر ہم اُس کی حمد بیان کرتے ہیں۔“ (ملخصاً) [۲۱]

**شیخ محمود عطار حنفی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ**

شیخ محمود بن رشید عطار حنفی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء میں دمشق پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد

سے قرآن کریم حفظ کیا، شیخ محمد حطامی نابلسی علیہ الرحمہ، شیخ سلیم عطار علیہ الرحمہ، شیخ بکری عطار علیہ الرحمہ، شیخ محمد خانی علیہ الرحمہ اور شیخ محمد عطار علیہ الرحمہ سے علم صرف، نحو، منطق، بلاغت وغیرہ کا درس لیا۔ فقہ، اصول فقہ، توحید، تفسیر اور حدیث کا درس شیخ عبدالکیم افغانی علیہ الرحمہ سے لیا، تقریباً چالیس سال تک امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور مدرسہ دارالحدیث الاشرفیہ دمشق میں محدث شام استاذ شیخ بدرالدین حسنی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے حدیث، اصول حدیث، بلاغت، نحو اور منطق کا درس لیا۔ ان کے علاوہ شیخ عبدالرحمن بحر اوی مصری علیہ الرحمہ، شیخ سلیم بشری (شیخ الازھر) علیہ الرحمہ، شیخ احمد ابوخطوہ مصری علیہ الرحمہ، شیخ احمد عثیمہ مطسیعی مصری علیہ الرحمہ مفتی مصر (متوفی ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء)، شیخ محمد اشمونی علیہ الرحمہ سے سندیں حاصل کیں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور ہندوستان کے علماء نے بھی اسناد عطا فرمائیں۔

شیخ بدرالدین حسنی علیہ الرحمہ کے کمرے سے متصل ایک کمرے میں عرصہ دراز تک قیام کیا اور ان کے دارالحدیث میں درس حدیث دیا، پھر اردن کے کرک نامی علاقے کے محلہ طلیہ میں مفتی مقرر ہوئے، پھر جدہ کے مدرسہ الفلاح میں تقرری ہوئی، پھر ہی **مدرسہ الفلاح** **بکری** (ہندوستان) میں مدرس مقرر ہوئے، جامع مسجد اموی دمشق میں بھی مدرس مقرر ہوئے جہاں ہر روز بعد نماز ظہر مسائل شریعہ بیان کرتے، ان کا ایک حلقہ درس محلہ کفرسویہ دمشق میں بھی ہوا کرتا تھا، آپ نے دمشق کے جنوب میں واقع القدم نامی علاقے میں بھی ایک حلقہ درس قائم کیا جسے مجلس النہیس کا نام دیا گیا جہاں آپ نے کثیر شاگردوں کی تعلیم و تربیت کی، یہ علمی مجلس تقریباً صبح نو بجے شروع ہوتی جس میں علمائے شہر اور علماء کرام حاضر ہوتے، اس علمی مجلس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہوتا، پھر بخاری شریف اور مسلم شریف کا درس ہوتا، جس میں حدیث کی سند اور شرح بیان فرماتے، خصوصی طور پر امام قسطلانی اور امام نووی کی شرح پر گفتگو ہوتی، اور مجلس کا اختتام سورۃ یٰسین کی اجتماعی تلاوت کے ساتھ ہوتا۔

شیخ محمود عطار علیہ الرحمہ پوری زندگی تدریس سے وابستہ رہے، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی پڑھانا ترک نہیں کیا، درس و تدریس کا عمل اپنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے چھوڑا۔ بہت سے شاگردوں نے آپ سے



اکتساب علم کیا، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔ شیخ ابوالخیر میدانی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)، شیخ ابراہیم غلابی علیہ الرحمہ، شیخ عبدالوہاب دبس وزیت علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۶۹ء)، شیخ محمد سعید البرحانی علیہ الرحمہ، شیخ تاج الدین حسنی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)، شیخ عبدالفتاح ابو نعہ حنبلی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)۔

آپ کی دو تالیفات کا علم ہوسکا، ۱۔ ترجمہ شیخ بلوالدین حسنی، (مخطوط دمشق کی لائبریری ”المکتبۃ الظاہریہ“ میں محفوظ ہے) ۲۔ استجاب القیام عند ذکر ولادت علیہ الصلوٰۃ والسلام، (یہ مفصل مقالہ رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انصاری کے فتویٰ کی تردید میں ہے، یہ مقالہ پہلے ماہنامہ ”الحقائق“ دمشق، شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ میں صفحہ ۲۰۱ تا ۲۱۲ پر شائع ہوا، کتابی صورت میں تازہ ایڈیشن ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء میں دمشق شام سے شائع ہوا۔ اردو ایڈیشن رضا اکیڈمی لاہور نے جون ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔

۲۰ شوال ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۶ء میں وفات پائی اور باب الصغیر دمشق کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ شیخ محمد بن عبداللہ آل رشید نے اپنی مرجعہ کتاب ”محدث شام العلامة السید بلوالدین الحسنی رحمہ اللہ تعالیٰ“ مطبوعہ مکتبہ الامام الشافعی مدینہ منورہ میں ۱۳۶۸ھ/۱۹۹۸ء میں ۱۳ پرین وفات ۱۳۶۲ھ لکھا ہے۔ آپ کی وفات پر بڑے مبلغ انداز میں مرعشے کبے گئے، ان میں سب سے خوب صورت بات الاستاذ احمد مظہر اور شیخ محمد بہجت الہیطار نے کہی، انہوں نے اپنی گفتگو میں کہا! اے شیخ محمود اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، دمشق کے علماء آپ کے شاگرد ہیں یا آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ [۲۲]

آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی کتاب ”الدولة المحکمة“ پر درج ذیل تقریر تحریر

فرمائی!

”میں نے اس اہم رسالے کو مختصر وقت میں دیکھا، یہ مؤلف علامہ کی تحقیق و تدقیق کی شہادت کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ مؤلف اہل سنت و جماعت میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے رسالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم غیبیہ عطا یہ حاصل ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ علم غیب جس تک مخلوق کی رسائی ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس پر

مطلع فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کی تائید کے لئے آپ جیسے حضرات  
بکثرت پیدا کرے، آمین!“ (ملخصاً) [۲۳]

## شیخ محمد یحییٰ القلعی النقشبندی

### رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ یحییٰ بن رشید بن نجیب القلعی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ دولت عثمانیہ (ترکی) کے لشکر میں  
شامل تھے، جب آپ نے دارالافتاء کا منصب سنبھالا تو مجلس عثمانی میں شمولیت کی وجہ سے بہت سے علاقوں اور  
شہروں کا دورہ کرتے رہے، آپ عظیم فقیہ تھے، سلف صالحین کے طرز زندگی اور تعلیمات تصوف کی طرف مائل تھے،  
آپ کی تصانیف میں ”خطبہ فی الحنف علی مساعداً للجامعین“ مشہور ہے، آپ نے ۱۳۳۱ھ/۱۹۲۲ء میں وفات  
پائی، (تاریخ علماء دمشق)، علامہ شطی کی کتاب ”اعیان دمشق“ کے مطابق آپ کی وفات ۱۳۳۷ھ میں ہوئی، عمر  
رضا کمالہ نے ”معجم المثلثون“ میں سن وفات ۱۳۳۸ھ لکھا ہے۔ [۲۴]

آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی کتاب ”الدولۃ المکیہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر

فرمائی:

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمائے اور تمام پوشیدہ  
رازوں سے آگاہ فرمایا، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ساری مخلوقات تک اللہ تعالیٰ کا علم پہنچانے کے لئے  
آپ واسطہ عظمیٰ ہیں، اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کو معرفت حاصل ہو، جاہل کو کیا پتا!..... اللہ  
تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے ساتھ قیامت کے دن حضور  
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہنمے سے جمع فرمائے، آمین!“ (ملخصاً)

(۲۱/صفر ۱۳۳۷ھ/۱۹۰۹ء) [۲۵]

شیخ محمد یحییٰ الکتبی الحسینی النجفی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

ممتاز عالم، فاضل اجل شیخ محمد یحییٰ بن احمد بن یاسین بن حامد مکتبی حنفی دمشقی السروف شیخ زبیر رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے علاقہ الشاغور میں ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے، آپ کے والد فقہ حنفی کے ممتاز فقیہ اور معروف عابد تھے، جامع مسجد السروجی میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے تھے، وہ ہر سال رجب، شعبان اور رمضان کے مقدس مہینوں میں محکف رہتے تھے، تقویٰ و ورع اور امور دینیہ میں ثابت قدمی کی وجہ سے ”زمینا“ کے لقب سے مشہور ہوئے، ”زمینا“ کے معنی ہیں ”العالم المتعسک“ (یعنی ایسا عالم جو امور دینیہ اور اپنی صحیح رائے پر نہایت مستقل مزاجی سے کار بند ہو۔ المعجم الوسیط، ج ۱، ص ۴۰۰۔ یہ کلمہ ”نزلت“ یعنی توقیر و تشدد فی دینہ اور رآیم سے لیا گیا ہے۔ المعجم الوسیط) شیخ یحییٰ کے والد ماجد نے سات شادیاں کیں لیکن اولاد و زینہ سے محروم رہے، تا آنکہ انہوں نے جب آخری شادی کی تو خواب میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی، آپ نے ان کو بیٹے کی بشارت دی اور فرمایا کہ اس کا نام ”یحییٰ“ رکھنا، جب آپ بیدار ہوئے تو نہایت خوش تھے اور اسی وقت اپنی کنیت ”ابو یحییٰ“ کر لی [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com) شیخ یحییٰ کے والد ماجد انتقال کر گئے اور جب پندرہ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں، ان حالات میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد آپ نے غلے کی تجارت شروع کی جس سے ان کے لئے وسعت رزق کے دروازے کھل گئے، حتیٰ کہ آپ نے گندم کی خرید و فروخت کے لئے منڈی بنالی۔

ان تجارتی مصروفیات کے باوجود آپ علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے بے حد محبت کرتے۔ خصوصاً شیخ رشید جبال رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں رہتے، ایک مرتبہ لوگوں سے محدث کبیر شیخ بدر الدین حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنا تو وہاں جانے کا شوق پیدا ہوا، گھوڑے پر سوار ہو کر جامع اموی پہنچے، غلام ساتھ تھا اُسے مسجد کے باہر گھوڑے کے پاس چھوڑا اور باوجود شدید ازدحام کے لوگوں میں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں شیخ کے سامنے پہنچ گئے۔

شیخ بدر الدین علیہ الرحمہ نے ان کو دیکھتے ہی موضوع کا رخ بدل دیا اور تجارت کے متعلق گفتگو شروع

کردی، ناپ تول کی کمی بیشی، تجارتی لین دین میں کھوٹ پر ایسا مفصل کلام فرمایا کہ آپ حیران و ششدر رہ گئے اور دل شیخ کی عقیدت سے لبریز ہو گیا، واپسی پر شیخ رشید جبال علیہ الرحمہ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو دیکھ کر فرمایا! یہی تمہاری منزل ہے لہذا جلدی کرو، نیز فرمایا! جب علماء سوار یوں پر سوار ہوں تو ہمارے امام بدرالدین تیز رفتار براق پر سوار ہوتے ہیں اور یاد رکھو کہ اس وقت اس آسمان کے نیچان سے بہتر کوئی نہیں۔

شیخ نجی مکتبی یہ سنتے ہی کوئی بات کہنے بغیر چلے گئے اور جا کر اپنے غلام کو آزاد کر دیا، بہت فیاضی کی اور انہیں کاروبار میں شراکت دار بنالیا، پھر شیخ بدرالدین علیہ الرحمہ کے پاس دارالحدیث میں حاضر ہو گئے، شیخ نے دیکھ کر فرمایا! یہی تم نے دیر کر دی، بہر حال دیر آید درست آید، آپ نے عرض کی حضور! میں اپنا کام مکمل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں، حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے آپ کو مرحبا کہا اور اپنا فرقہ خاص پہنایا اور اپنے حجرہ کے پہلو میں ایک حجرہ دے دیا، شیخ نجی نے بڑی پختگی سے شیخ کی صحبت کو اپنایا، یہاں تک کہ آپ شیخ کے معتمد خاص ہو گئے، لوگ آپ سے ہی مشاورت کرتے کیونکہ آپ کی رائے شیخ کی رائے کے مطابق سمجھی جاتی، آپ پختگی سے شیخ کی صحبت میں رہے اور شیخ کی پختگی آپ کی پختگی ہو گئی۔

www.azharulUloom.org

شیخ مکتبی بڑے حلیم الطبع، بردبار، معاملہ فہم، صاحب الرائے اور معاملات زندگی میں صاحب بصیرت انسان تھے، آپ کے اساتذہ نے جب بھی کوئی خدمت آپ کے ذمہ لگائی تو آپ نے اسے احسن طریقے سے نبھایا، آپ صاحب دل اور منتخب لوگوں میں سے تھے، طلباء پر بے حد شفیق اور علماء کے ساتھ ہمیشہ محبت سے پیش آتے، کبھی کسی پر ناگواری کا اظہار نہ کرتے اور ہمیشہ لوگوں سے خیر خواہی کی کوشش کرتے۔

شیخ نجی مکتبی نے ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء میں دمشق میں وفات پائی، آپ نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کے والد کی قبر کے پہلو میں دفن کیا جائے اور اگر میرے شیخ کے اہل کوئی اور رائے دیں تو اس پر عمل کیا جائے، چنانچہ آپ کو حضرت شیخ بدرالدین علیہ الرحمہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ [۲۶]

آپ نے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ”الدرر المکبہ“ پر درج ذیل تقریظ تحریر فرمائی!



”مجاور مدینہ النبی، استاد محترم مولوی شیخ کریم اللہ کی وساطت علامہ محقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف الدولۃ المکیہ کے مطالعہ سے مشرف ہوا، میں نے اس رسالے کو عقائد سلف کے مطابق پایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیوب کے متعلق خبر دینا آپ کی دوسری تمام نشانیوں اور معجزات کی طرح ہے، ابن تیمیہ نے بھی ابواب النسخ میں ان کا ذکر کیا ہے، کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں میں سے کسی کو غیب پر مطلع نہیں کیا کیونکہ قرآن کریم ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے، مثلاً حضرت موسیٰ و حضرت خضر کا واقعہ اور تو اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے واقعات اور ہمارے زمانے میں ہمارے استاد شیخ محمد بدر الدین محدث سے بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جو اخبار غیبیہ سے متعلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اور مسلمانوں کے قلوب کو منور فرمائے اور ہم تمام لوگوں کو ان باتوں کی توفیق عطا فرمائے جن میں اس کی اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہو، آمین!“

(۲۲۷/صفر ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) [www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

[۲۷]

**شیخ عبدالفتاح ابو غذہ الحلبي الشامي الحنفی النقشبندی**

**رحمته الله عليه**

شیخ عبدالفتاح بن محمد بن بشیر ابو غذہ حلبی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد عالم دین تھے اور کپڑے کی تجارت کرتے تھے، پورا گھرانہ علم و تقویٰ کیا علی مثال تھا، آپ کا شجرہ نسب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ گویا آپ قریش کے معروف خاندان بنو مخزوم میں سے تھے۔

آپ نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم ”مدرسہ خسرویہ“ حلب میں ۱۹۳۲ء تک تعلیم مکمل کی، حلب میں آپ نے

جن اساتذہ سے پڑھا ان کے نام یہ ہیں، شیخ محمد راغب الطباخ، شیخ عیسیٰ البیانونی، شیخ ابوالنصر خلف، شیخ احمد الکردی، دمشق میں جن اساتذہ سے پڑھا ان کے نام یہ ہیں، شیخ محمود الخطار (متوفی ۱۳۶۲ھ)، شیخ سید علی الکتانی (متوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء)، شیخ ابوالخیر السیدانی (متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)، شیخ سید محمد الهاشمی (متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء)، شیخ محمد عبدالحی الکتانی المغربی خلیفہ مجاز امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (متوفی ۱۳۸۲ھ)، شیخ محمد عبدالحفیظ القاسی، شیخ سید احمد انصاری، شیخ احمد الزرقا، شیخ مصطفیٰ الزرقا، شیخ نجیب سراج الدین۔ ۱۹۳۳ء میں جامعہ ازہر (قاہرہ، مصر) میں داخل ہوئے اور ۱۹۳۸ء میں تعلیم مکمل کی، جامعہ ازہر میں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان کے نام یہ ہیں، شیخ محمد زاحد الکوثری حنفی (متوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء)، شیخ مصطفیٰ صبری، شیخ یوسف الدجوی، شیخ احمد محمد شاکر، شیخ محمد خضر حسین، شیخ عبدالحلیم محمود، شیخ محمود دھلتوت، شیخ عبدالمجید دراز۔ ۱۹۵۰ء میں جامعہ ازہر ہی سے نفسیات اور اصول تدریس میں اختصاص کیا اور درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا، جب ملک شام کے حالات بگڑ گئے اور بے دین افراد نے اقتدار پر قبضہ کر لیا تو آپ ۱۹۶۷ء میں ریاض (سعودی عرب) آ گئے اور یہاں کئی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، حجاز میں جن شیوخ سے استفادہ کیا ان کے نام یہ ہیں، شیخ عبدالقادر خلسی (متوفی ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء)، شیخ محمد یحییٰ امان، شیخ سید علوی المالکی، شیخ حسن مشاط وغیرہ، آپ نے عمر کے آخری دور میں محمد بن سعود یونیورسٹی (ریاض۔ سعودی عرب) میں پڑھایا، حدیث و فقہ کے جدید عالم دین تھے، آپ دہلے پتلے، چاق و چوبند اور گوارنگ تھا، گتھگو نہایت شیریں اور استدلال بہت مضبوط ہوتا تھا، حدیث شریف پڑھاتے وقت آپ کے خوبصورت چہرے پر نور پھیل جاتا اور آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے، آپ رفیق القلب انسان اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

شیخ ابوالفتح ابوغدہ کے داماد معروف۔ کالرڈ اکثر احمد البر الامیری بیان کرتے ہیں کہ شیخ مرحوم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ ایک مرتبہ میں نے ان کے سامنے اپنا ایک خوب بیان کیا، میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑے مجلس میں تشریف لائے ہیں، خواب سنتے ہی شیخ پر کچکی طاری ہو گئی اور زار و قطار رونے لگے۔

شیخ عبدالفتاح ابو غندہ کو ایسا ہی ایک خواب ایک عراقی عالم دین نے سنایا، اس میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیخ ابو غندہ سے مصافحہ فرما رہے ہیں، یہ خواب سن کر شیخ رونے لگے اور ہنسی بندھ گئی۔

ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں ایم اے پی ایچ ڈی، سابق صدر شعبہ عربی، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن (بھارت) اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالفتاح ابو غندہ جب تیسری بار حیدر آباد دکن آئے تو ایک محفل میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک سے توسل کا ذکر ہوا تو شیخ (علیہ الرحمہ) نے اس بارے میں درج ذیل دو شعر سنائے۔

وَلَعَلَّ قَدْ خَضَعْنَا هِيَةَ لَجَلَّالِهَا

وَلَعَمْرِي لَخَضَعُ لِهَيْئَتِهَا نَعْل

فَضَعُهَا بِأَعْلَى الرِّاسِ حَفِظًا وَجَنَّةً

حَقِيقَتُهَا تَاجٌ وَصُورُهَا نَعْل

ترجمہ۔ یہ برکت والی نعل ہے [www.englishbazar.com](http://www.englishbazar.com) کے بزرگوں کا تخم کھڑے ہیں اور جب ہم اس کی ہیبت سے سرنگوں ہو جاتے ہیں تو ہم سر بلند ہو جاتے ہیں۔ تو تم حفاظت اور ڈھال بنا کر اسے اپنے سر پر رکھ لو، درحقیقت یہ تاج ہے اور اس کی صورت نعل شریف کی ہے۔

آپ کی تحقیق کے ساتھ جو کتابیں حلب، دمشق (شام)، بغداد (عراق)، بیروت (لبنان)، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض (سعودی عرب)، طرابلس (لیبیا) اور کویت وغیرہ سے شائع ہوئیں ان کی تعداد ستر کے قریب ہے۔

آپ کی اسناد و روایات کی اجازت پر شیخ محمد بن عبداللہ الرشید حنفی کی کتاب ”امداد الفتاح ہامانیدہ و مرویات الشیخ عبدالفتاح“ ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء میں مکتبہ امام شافعی، ریاض (سعودی عرب) سے شائع ہو چکی ہے۔

آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں، کثیر العیال ہونے کی وجہ سے تنگ دست رہتے تھے مگر

کتابیں خریدنے کا اس قدر شوق تھا کہ پیٹ کاٹ کر بھی کتاب خریدتے۔

شیخ ابوالفتح ابونعیم علیہ الرحمہ کی وفات ۹ شوال ۱۳۱۸ھ / ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء کو ریاض (سعودی عرب) میں ہوئی، آپ کو زندگی میں تنہا ہی تھی کہ مرنے کے بعد جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں دفن ہونے کے لئے قبر کی جگہ مل جائے، آپ کے شاگردوں اور مداحوں کو اس بات کا علم تھا، چنانچہ ریاض میں جنازہ پڑھنے کے بعد آپ کے جسدِ خاکی کو ایک خصوصی طیارہ کے ذریعے مدینہ منورہ لے جایا گیا، مسجد نبوی شریف میں دوبارہ نماز جنازہ ہوئی اور بقیع شریف میں قبر بنی۔

علامہ یسین اختر مصباحی، فاضل جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی۔ بھارت) لکھتے ہیں!

”۲۵ تا ۲۸ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ کو ندوۃ العلماء لکھنؤ نے بڑی دھوم دھام سے اپنا پچاس سالہ جشنِ تعلیمی منایا تھا، سینکڑوں کی تعداد میں مختلف بلاد و امصار کے نمائندے ملکی و غیر ملکی سطح پر اس جشن میں شریک ہوئے، ہندوستان کے بھی سینکڑوں علماء و دانشور شریک جشن تھے، اخبارات و رسائل نے اپنی شہ سرخیوں کے ذریعہ اس کی خوب تشہیر کی۔“

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

عباسیہ ہال (کتاب خانہ ندوہ) کے اندر تعلیمی نمائش کا انتظام تھا بڑے بڑے مطرووں میں ہندوستان کی عبری اور یگانہ شخصیتوں کے نام اور ان کی اعلیٰ و ممتاز ترین تصنیفات فن و ادب درج تھیں، عقائد و کلام کے نقشے میں ”خالص الاعتقاد“ اور فقہ کے طفرے میں ”النہرۃ الوضیہ“ از امام احمد رضا فاضل بریلوی کے نام بھی تھے، امام احمد رضا کا نام پڑھ کر کئی مشاہیر علماء چمک اُٹھے جیسے عہدِ ماضی کی کوئی بھولی بسری یادِ دفعۃً پردہ ذہن پر آگئی ہو، اندازہ ہے کہ ان کے پیش رو علماء نے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے علم و فضل کا ذکر کر کے ان کے دلوں میں احترام و عقیدت کا بیج بو دیا ہو یا خود کہیں ان کی نگاہ سے کوئی تصنیف گزری ہو، کئی علماء نے ”اہل مجموعہ فتاواہ“ کہہ کر فتاویٰ رضویہ کی مانگ کی لیکن انہیں بطریقہ احسن کسی دوسری جانب متوجہ کر دیا گیا، ساتھ میں کوئی ایسا آدمی نہ ہوتا تھا جو نشانِ دہی کر سکتا۔

ایک مشہور شامی عالم شیخ عبدالفتاح ابونعیم پروفسر کلیۃ الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض (سعودی



عرب) جو عربی زبان کی کچھ سیوں کتابوں کے مصنف ہیں اور ایک ممتاز و نمایاں مقام کے مالک ہیں، ان کی شخصیت کا اندازہ آپ یوں کر سکتے ہیں کہ جب ان کی تقریر کی باری آئی تو مقررہ اتناؤ سر مولوی محمد رابع حسنی ندوی (مؤلف منشورات والادب العربی وغیرہ) کے بجائے مشہور دیوبندی مولوی منظور نعمانی نے بڑے زوردار انداز میں حاضرین سے ان کا تعارف کرایا۔

کتابوں کے نام دیکھتے ہوئے شیخ ابوالفتح ابونعہ کی نگاہ جب فاضل بریلوی کے نام پر پڑی تو فوراً بول اٹھے ”اہن مجموعه فتاویٰ الامام احمد رضا بریلوی“ ان کے ساتھ ایک نہایت تجربہ کار قسم کے (مولوی) تھے، موقعہ نازک سمجھ کر انہوں نے کہا فتاویٰ رضویہ یہاں موجود نہیں، حسن اتفاق سے ایک صاحب علم بھی ان کے پیچھے تھے انہوں نے موقعہ غنیمت جان کر بتلا ہی دیا کہ (انہا موجود فی ہلہ الدار) یعنی فتاویٰ رضویہ یہاں کتب خانہ میں موجود ہے، یہ سن کر وہ مولوی صاحب آگ بگولہ ہو گئے اور انہیں ڈانٹ پلا کر وہاں سے رخصت کر دیا۔

کچھ دیر بعد ان صاحب **مجمع النک تشاق الی مطالعہ مجموعہ فتاویٰ الشیخ** قیام گاہ روم نمبر ۱۳۰ کلارک اودھ ہوٹل لکھنؤ میں ڈھائی بجے دن میں پہنچا، ساتھ وہ صاحب بھی تھے، کانفرنس کا آخری دن تھا، تین بجے ان تمام نمائندوں نے بذریعہ ہوائی جہاز دہلی پہنچنا تھا جہاں صدر جمہوریہ ہند جناب فخر الدین علی احمد کے یہاں دعوت کے ایک پروگرام میں شریک ہونا تھا، شیخ دہلی جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے، بڑی خشدہ پیشانی سے ملے اور محضر سے ضیافت کی جو عربوں کی قدیم روایت ہے۔

دوران گفتگو میں نے پوچھا ”مجمع النک تشاق الی مطالعہ مجموعہ فتاویٰ الشیخ الامام احمد رضا“ میں نے سنا ہے کہ آپ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بہت مشتاق ہیں، نام سنتے ہی چہرہ دمک اٹھا اور بڑے مشتاقانہ انداز میں انہوں نے کہا آپ کے پاس فتاویٰ رضویہ موجود ہے؟ میں نے کہا اس وقت تو نہیں مل سکے گا مگر ان شاء اللہ بہت جلد بذریعہ ڈاک ارسال کر دوں گا۔

میرا دوسرا سوال تھا ”کیف عرفت علمہ و فضلہ“ آپ ان کے علم و فضل سے کیسے متعارف

ہوئے، اس سوال سے ان کے چہرے پر تبسم کی لہر دوڑ گئی اور فرمایا: عطر بہر حال عطری ہے کتنا ہی اسے بند شیشی میں رکھا جائے مگر اس کی بھنی بھنی خوشبو اہل ذوق تک پہنچ ہی جاتی ہے، شیخ نے ہمیں بتایا کہ میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی، میں نے جلدی جلدی میں ایک فتویٰ مطالعہ کیا، عبارت کی روانی اور کتاب وسنت واقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتویٰ کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔

بہر حال اس وقت میں نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یو پی، بھارت) کا عربی میں تعارفی کتابچہ، حاشیہ ”المعتقد المنقذ“ (مطبوعہ استنبول، ترکی) اور ”الدولۃ الحکیمہ“ از امام احمد رضا فاضل بریلوی کے ایک ایک نسخے پیش کئے اور اطمینان دلایا کہ بہت جلد قنوائی رضویہ آپ تک پہنچ جائے گا، اس کے بعد انہوں نے اپنی دو کتابیں ”صفحات من مہر العلماء علی شذائد العلم“، ”رسالة المستور شہین للمحارث المحاسنی“ اور چند عربی رسائل و کتابچے عنایت فرمائے جن پر اپنے قلم سے یہ عبارت نکلی: ”ہدیہ الی الاخ المحب الحی، علی بن ابی طالب علیہ السلام، اختر الاعظمی نفع اللہ بدينہ وعلمہ واکرمہ بتوفیقہ“ من اخیہ عبدالفتاح ابی غنہ ۲۸/۱۰/۱۳۹۵ھ فی لکھنؤ۔ [۲۸]

شيخ محمد علي مراد الحموي الشامي

وَحَمْدُهُ لِلَّهِ عَلَيْهِ

فضیلۃ الشیخ محمد علی مراد ثانی بن شیخ محمد سلیم مراد ثانی بن شیخ محمد علی مراد اول بن شیخ محمد سلیم مراد اول بن مراد  
آغا رحمہ اللہ تعالیٰ، ربیع الاول ۱۳۳۶ھ / ۱۸ فروری ۱۹۱۸ء کو شام کے مشہور حماہ میں پیدا ہوئے، تعلیم کا آغاز اپنے  
چچا شیخ محمد نجیب مراد اور اپنے والد کے چچا شیخ حسن مراد کے علاوہ شیخ حسن دندشی شہنہ کی شاگردی سے کیا، ۱۹۲۸ء  
میں حماہ کے اسکول میں داخلہ لیا جہاں پانچ سال تعلیم پائی، ۱۹۳۳ء میں اپنے چچا زاد بھائی شیخ محمد بشیر مراد کے ساتھ  
حماہ کے مدرسہ شرعیہ میں داخلہ لیا، یہاں شیخ محمد توفیق الصباغ شیرازی صدر جماعت العلماء حماہ اور شیخ محمد زاک

دعوتی وغیرہ علماء سے تین سال تعلیم حاصل کی، اس دوران شہر کی مساجد میں قائم مدارس میں مراد خاندان کے علماء بالخصوص اپنے والد کے چچا شیخ احمد مراد کے حلقہ درس میں بھی پڑھتے رہے اور ساتھ ہی تدریس، امامت اور خطابت شروع کی، ۱۹۳۶ء میں مدرسہ شرعیہ حماد سے فراغت کے بعد مدرسہ خسرویہ حلب میں داخلہ لینے کا ارادہ کیا، قبل ازیں اس مدرسہ میں قطب شام شیخ محمد الحامد حموی، شیخ عبداللہ الحلاق، شیخ صالح نعمان اور شیخ محمد سیادی مراد جیسے اکابر علماء حماد تعلیم پائے تھے۔

شیخ محمد علی مراد نے حصول تعلیم کے لئے حلب جانے کے ارادے سے اپنے والد ماجد کو باخبر کیا تو وہ اپنے فرزند کو دوسرے شہر بھیجنے پر متردد ہوئے، آپ نے یہ معاملہ مرشد کامل شیخ محمد ابوالنصر علف حمصی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچایا، ان کے حکم پر آپ کے والد آپ کو حلب بھیجنے پر رضامند ہو گئے، ادھر مدرسہ خسرویہ نے ملک کے مختلف علاقوں کے طلبہ کے لئے آبادی کے تناسب سے نشستیں مقرر کر رکھی تھیں، اس لئے شیخ محمد علی مراد کو داخلہ لینے میں دقت پیش آئی، اتفاق سے ان دنوں شیخ محمد ابوالنصر علف نقشبندی حلب کے دورہ پر تھے، ایک دن شیخ موصوف اور مقامی علماء و مشائخ کو شیخ عیسیٰ بن ابی قیس [www.ashrafia.org](http://www.ashrafia.org) نے یہاں کھانے پر مدعو کیا، شیخ محمد ابوالنصر اس دعوت میں شیخ محمد علی مراد کو بھی ساتھ لے گئے اور وہاں پر موجود مدرسہ خسرویہ کے صدر مدرس شیخ مصطفیٰ ہاقو سے آپ کا تعارف کرایا کہ یہ حماد میں سکونت پذیر علم و فضل میں معروف خاندان کے فرد ہیں، لہذا اس اہم خاندان کے طالب علم کو اپنے مدرسہ میں ضرور داخلہ دیں، چنانچہ آپ کو مدرسہ خسرویہ کے داخلہ امتحان میں بیٹھنے کی اجازت مل گئی، مورخ حلب شیخ محمد راغب الطباخ مکتب تھے، آپ نے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور اس طرح آپ کو شام کے سب سے اہم مدرسہ میں داخلہ مل گیا، شیخ ابوالفتح ابو نعیم حنفی اور شیخ فوزی فیض اللہ حلبی پہلے سے وہاں زیر تعلیم تھے، شیخ محمد علی مراد ان کے حلقہ احباب میں شامل ہوئے، ان علماء و مشائخ کے درمیان یہ تعلق ان کی وفات تک استوار رہا، اس مدرسہ میں آپ نے شیخ مصطفیٰ ہاقو، شیخ عبداللہ حماد شافعی، شیخ امین اللہ عیرونی حنفی (متوفی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)، شیخ سعید النحال، شیخ محمد اللہ بیدی حنفی اور شیخ محمد اسعد العتبی شافعی سے مختلف علوم اخذ کئے۔ ۱۹۳۷ء میں جبکہ آپ یہاں دوسرے تعلیمی سال میں تھے، آپ پر مرض سل نے شدید حملہ کیا، یہ اطلاع

آپ کے گھر پہنچی تو آپ کے والد آپ کو واپس حماہ لے آئے جہاں طویل عرصہ کے بعد آپ شفا یاب ہوئے۔

صحت یاب ہونے کے بعد آپ نے تعلیم کا سلسلہ پھر سے شروع کیا اور حماہ کے اکابر علماء شیخ احمد مراد، شیخ محمد زاکی دندشی وغیرہ کی شاگردی میں اپنی توجہ حصول تعلیم پر مرکوز کر دی، تا آنکہ ۱۹۴۳ء میں جامعہ الازہر میں داخلہ لینے کا قصد کیا، آپ کے چچا زاد بھائی شیخ محمد بشیر مراد پہلے ہی وہاں زیر تعلیم تھے، ادھر آپ کے دوست شیخ عبدالفتاح ابو غندہ اور شیخ فوزی فیض اللہ طلی بھی اسی برس مدرسہ خسرویہ سے فارغ التحصیل ہو کر مزید تعلیم کے لئے جامعہ الازہر جا چکے تھے، چنانچہ تینوں دوستوں نے جامعہ الازہر کے داخلہ امتحان میں شرکت کی اور کامیاب ہوئے، شیخ محمد علی مراد نے شریعت کالج سے رجوع کیا، ۱۹۴۵ء میں تعطیلات گزارنے وطن آئے تو آپ کی شادی آپ کے چچا شیخ محمد ظافر مراد علیہ الرحمہ کی بیٹی سے انجام پائی، قاہرہ واپسی پر آپ اہلیہ کو بھی ساتھ لیتے گئے اور وہاں مکان کرایہ پر لے کر پھر سے تعلیم جاری رکھی۔

شیخ محمد الحامد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ جو قبل ازیں جامعہ الازہر میں تعلیم پا چکے تھے کے توسط سے شیخ محمد علی مراد قیام قاہرہ کے ابتدائی ایام میں وہاں کے علم طلبہ طاقی، المختصات العباد، جیسی اہم کتاب کے مصنف، مسجد سیدہ نہنب کے خطیب شیخ مصطفیٰ حمای (متوفی ۱۳۶۹ھ)، امام جلیل شیخ محمد زاهد الکوشی حنفی نقشبندی، عارف باللہ شیخ صاحب تصانیف شیخ عبدالخالق البشراوی خلوتی شافعی (متوفی ۱۳۶۶ھ)، محدث جلیل وصاحب تصانیف کثیرہ شیخ عبداللہ صدیق الغنماری مراکشی (متوفی ۱۹۹۲ء) رحمہم اللہ تعالیٰ سے تحارف ہو چکے تھے۔

اس علمی ماحول میں شیخ محمد علی مراد نے تعلیم کا دوسرا سال مکمل کیا اور موسم گرما کی تعطیلات گھر پر گزارنے کے لئے اپنے چچا زاد بھائی شیخ محمد بشیر مراد کے ہمراہ وطن جانے کی تیاری شروع کی، اسی دوران یونیورسٹی کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ طلباء و علماء کا ایک وفد اس برس حج و زیارت کے لئے جائے گا، لہذا جو لوگ اس میں اپنا نام درج کرانا چاہتے ہیں وہ دفتر سے رابطہ کریں اور اگر ان کا نام منتخب ہو گیا تو انہیں چھٹیوں کے دوران بذریعہ تار ان کے گھروں میں مطلع کیا جائے گا، شیخ محمد علی مراد نے اس سفر کے لئے نام درج کر لیا اور خود اپنے شہر حماہ آگئے، کچھ



ہی دنوں بعد آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کو یونیورسٹی کے حج وفد میں شامل کر لیا گیا ہے، لہذا ضروری کاغذات کی تیاری کے لئے رجوع کریں، جب کہ اس سفر کے نصف اخراجات آپ کے ذمہ ہوں گے، جامعہ الازہر کے اس حج وفد میں کل چھ طلباء شامل تھے جن میں پانچ مصری نژاد تھے، نیز سولہ اساتذہ بھی وفد کے ساتھ تھے، شیخ محمد زاہد الکوثری کے سوانح نگار شیخ احمد خیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۷ھ) بھی اس وفد میں شامل تھے۔

الغرض ۱۹۴۶ء میں جامعہ الازہر کا یہ وفد شیخ الازہر شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق (متوفی ۱۹۴۷ء) کی سربراہی میں حج پر روانہ ہوا، اسی برس حماہ سے شیخ محمد الحامد اپنی اہلیہ اور کسٹن بیٹے شیخ محمود الحامد کے ہمراہ حج و زیارت پر آئے ہوئے تھے، شیخ محمد علی مراد نے مکہ مکرمہ میں آپ سے ملاقات کی اور اس شہر مقدس میں آپ سے استفادہ کیا، حج کے بعد شیخ محمد علی مراد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور روضۃ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی بار حاضری دی۔

ان دنوں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تالیف ”حسام المحرمین“ کے مقرر شیخ عبدالقادر طلسی طرابلسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء) مدینہ منورہ میں فقہاء احناف کے سر تاج تھے، شیخ محمد علی مراد ان کی **رحمت اللہ علیہ** سے ملے اور سند اجازت حاصل کی، آپ حج کے بعد واپس قاہرہ آ کر حصول تعلیم میں مشغول ہو گئے اور ۱۹۴۸ء میں شریعت کالج جامعہ الازہر سے فارغ التحصیل ہو کر واپس اپنے وطن حماہ آ گئے۔

حماہ میں تد ریس والقاء اور امامت و خطابت میں اپنے بزرگوں کی معاونت کرتے رہے، آپ کا ارادہ تھا کہ اب مسجد سے وابستہ رہ کر دین کی خدمت جاری رکھوں گا کہ اسی دوران شام کی وزارت تعلیم نے اساتذہ کی ضرورت کا اشتہار شائع کیا، شیخ محمد الحامد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حکم دیا کہ دمشق جا کر وزارت تعلیم کے انٹرویو میں شرکت کریں، لیکن شیخ محمد علی نے آپ سے معذرت کر دی، شیخ محمد الحامد نے فرمایا کہ سرکاری مدارس میں طلباء کی دینی رہنمائی کے لئے علماء کی ضرورت ہے، لہذا آپ اس میدان میں قدم بڑھائیں، چنانچہ آپ کے اصرار پر شیخ محمد علی مراد نے یہ معاملہ اپنے اور شیخ محمد الحامد کے شیخ طریقت شیخ محمد ابوالنصر خلف کی خدمت پیش کیا اور پھر ان دونوں مشائخ کے حکم پر آپ نے انٹرویو دینے کا فیصلہ کیا، چنانچہ آپ اور آپ کے چچا زاد بھائی شیخ محمد بشیر

مراد اکٹھے دمشق پہنچے، وہاں پر شیخ وحشی سلیمان غادیتی بھی انٹرویو کے لئے آئے ہوئے تھے، بعد ازاں جن کی شادی شیخ محمد علی مراد کی ہمشیرہ سے ہوئی، الغرض یہ تینوں علماء وزارت تعلیم کے تحت تدریس کے لئے منتخب کر لئے گئے، شیخ محمد بشیر مراد کو دیرالزور میں، شیخ وحشی سلیمان اور شیخ محمد علی مراد کو حلب میں تعیناتی کے احکامات ملے۔

شیخ محمد علی مراد حلب کے اسکول میں طلباء کو قرآن مجید کی تعلیم حفظ و ناظرہ، تجوید، توحید، فقہ، تفسیر اور حدیث کے موضوعات پر تعلیم دینے لگے، اس شہر میں ملازمت کا ایک روشن پہلو یہ تھا کہ شیخ محمد ابوالنصر خلف نقشبندی اپنے وطن حمص سے اکثر دورہ پر حلب تشریف لاتے، شیخ محمد علی مراد آپ کی مجالس میں حاضر رہتے اور رشد و ہدایت، وعظ و تذکیر کا کام آپ کی سرپرستی میں انجام دیتے رہے، چند ماہ بعد موسم گرما کی تعطیلات میں شیخ ابوالنصر رحلت فرما گئے۔ شیخ محمد علی مراد ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۰ء تک دو برس حلب میں تعینات رہے پھر آپ کا تبادلہ حماء میں کر دیا گیا، جہاں آپ مختلف مدارس میں خدمات انجام دیتے رہے اور لاتعداد تشنگان علم نے آپ سے ظاہری و باطنی علوم میں استفادہ کیا، تیس برس بعد ۱۹۸۰ء میں آپ حماء سے ہی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

۱۹۵۳ء میں آپ نے **توضیح فی مسائل کی روشنی میں** لکھا اور دیکھا کی اکثر حجاج کے لئے حج چونکہ ایک نئی عبادت ہوتی ہے، قبل ازیں اس کے مناسک سے ان کا واسطہ نہیں ہوتا، لہذا وہ حج کی ادائیگی صحیح طور نہیں کر پاتے، چنانچہ شیخ محمد علی مراد ہر سال حج کے مہینوں میں حماء کی جامع مسجد کے خطبہ جمعہ میں عمرہ اور حج و زیارت کے مسائل بیان کرتے، پھر رات کو مسجد میں مسائل حج کے لئے خصوصی مجلس منعقد کرتے، یہ سلسلہ جاری رہتا تھا کہ اس برس حج پر جانے والوں کو ضروری مسائل حفظ ہو جاتے، پھر ہر سال آپ خود حج کے لئے روانہ ہوتے اور راستہ میں مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، مسجد الحرام، عرفات، منیٰ ہر مرحلہ پر حجاج کی رہنمائی کرتے، آپ نے یہ سلسلہ حماء سے ہجرت تک مسلسل جاری رکھا اس طرح لاتعداد حجاج نے آپ کی رہنمائی میں مناسک حج و زیارت ادا کئے، آپ نے ۳۵ سے زائد حج کئے۔

اسی دوران شیخ محمد علی مراد "جماعت رابطہ علماء شام" کی طرف سے حماء شہر صدر بنائے گئے، ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں شام بھر کے اکابر علماء و مشائخ نے باہم رابطہ، شرعی احکامات کی توفیح و تشریح پر متفقہ قرار

دادیں منظور کرنے، جدید مسائل پر غور و خوض، فتویٰ کے اجراء، امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حل کے لئے کوشش اور سیاسی امور میں رہنمائی کے لئے علماء کی ایک جماعت ”رابطۃ العلماء“ قائم کی۔ دمشق کے عالم جلیل و عارف کامل شیخ محمد ابوالخیر المیدانی حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) اس کے پہلے مرکزی صدر بنے اور ان کی وفات کے بعد صاحب ”مسائل المسترفۃ“ شیخ الاسلام محمد بن جعفر کتابی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲۶ء) کے فرزند جلیل مفتی مالکیہ شام شیخ سید محمد علی کتابی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) اس کے دوسرے مرکزی صدر ہوئے، اس جماعت نے ۱۳ جولائی ۱۹۵۰ء کو ایک قرار داد منظور کی جس میں شام کا نیا آئین بنانے کی پیش کش کی اور ۱۹۵۷ء میں ملک گیر سطح پر علماء کی ایک کانفرنس منعقد کی جس میں الجزائر میں فرانس کے قتل عام پر تشویش کا اظہار کیا اور اس کی تحقیق و حل پر زور دیا، اس جماعت نے اس نوعیت کے متعدد اقدامات کئے، جب (نصیری شیعہ فرقہ کے) حافظ الاسد برسر اقتدار آئے تو ان کی حکومت نے اس جماعت کو منتشر کر دیا۔

شیخ محمد علی مراد حماد شہر میں محافل درود شریف کے داعی و سرپرست بھی تھے، ان محافل کا آغاز دمشق شہر کے عالم کبیر و ولی کامل شیخ محمد عارف دمشقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۸۷۷ء - ف ۱۹۶۵ء) نے کیا، جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ ابدال شام میں سے تھے، آپ عارف کامل امام یوسف بن اسماعیل بھائی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) کے اہم شاگرد تھے، شیخ محمد عارف عثمان دمشقی علیہ الرحمہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق تھے، آپ نے تقریباً تیس حج کئے اور اس دوران زیادہ اوقات مدینہ منورہ میں مقیم رہے، جہاں روضہ اقدس کے پاس بیٹھ کر عبادت میں مصروف رہتے، آپ کو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، شیخ محمد عارف عثمان علیہ الرحمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی مناسبت سے ہر پیر کو محفل درود شریف کا اہتمام کیا کرتے تھے، اس محفل کا آغاز آپ نے اس طرح کیا کہ دمشق میں موجود آپ کے احباب علماء و مشائخ میں سے کسی ایک کے گھر یہ محفل پیر کے دن منعقد کی جاتی، بعد میں یہ محفل مسجد میں ہونے لگی، دمشق کی مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں پیر کے دن بعد نماز فجر آپ کی سرپرستی میں منعقد ہوتی، جس میں دمشق کے اکابر علماء و مشائخ شیخ محمد ہاشمی مالکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۱ء) شیخ یحییٰ الصباغ رحمۃ اللہ

علیہ (متوفی ۱۹۶۱ء) شیخ محمد سعید برہانی نقشبندی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۷ء) شیخ عبدالوہاب علاتی رشیدی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۲ء) اور ان کے احباب شاگرد و مریدین شرکت کرتے تھے، کچھ ہی عرصہ بعد یہ محفل درود شریف دمشق کی اہم مساجد میں یک وقت مختلف علماء و مشائخ کی سرپرستی میں منعقد ہونے لگی، شیخ محمد عارف عثمان علیہ الرحمہ کی سعی سے یہ مبارک سلسلہ دمشق سے باہر دوسرے شہروں تک پھیلا چلا گیا، بالخصوص حمص اور حماہ شہروں میں ان کا وسیع اہتمام ہونے لگا، حماء میں یہ محفل درود شریف شیخ محمد علی مراد کی سرپرستی میں منعقد ہوتی تھی، پھر عمر بھر آپ جہاں بھی مقیم رہے اس محفل کو جاری رکھا۔

اس محفل درود شریف کا طریقہ یہ رکھا گیا کہ سب سے پہلے تمام حاضرین میں تسبیح تقسیم کی جاتی جس پر انہیں درود شریف "اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہ وسلم" پڑھنے کی دعوت دی جاتی، اس طرح اجتماعی طور پر ایک لاکھ بار درود شریف پڑھا جاتا، پھر اسماء الحسنى سے وسیلہ پر مشتمل امام یوسف بن اسماعیل بھائی علیہ الرحمہ کا منظوم قصیدہ "المردودۃ الغراء فی الاستعاذۃ باسماء اللہ الحسنى" اور امام یوسفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۶ھ) کا قصیدہ [www.KitaboSunnat.com/abulhasan\\_ali Nadwi/maashiq/1](http://www.KitaboSunnat.com/abulhasan_ali Nadwi/maashiq/1) اس کے بعد "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" اور "یا لطیف" مقررہ تعداد میں پڑھے جاتے، پھر محفل کے سربراہ اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے، اس کے بعد نعت خواں حضرات مولود پڑھتے، جس کے آخر میں سب حاضرین کھڑے ہو جاتے اور صوفیاء شاذلیہ کے طریقہ پر باداز بلند اجتماعی صورت میں ذکر اللہ کیا جاتا اور اسی پر یہ محفل اختتام پذیر ہوتی۔

شیخ محمد علی مراد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول رہا کہ آپ حواء میں شیخ محمد الحامد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد میں خطبہ دیا کرتے، اسی مسجد میں روزانہ بعد نماز فجر درس کا سلسلہ بھی جاری تھا، جس میں شیخ محمد علی مراد، شیخ عبدالحمید طہماز، شیخ محمود الریاحی ان تینوں علماء میں سے جس کو شیخ محمد الحامد حکم دیتے وہ اس روز درس دیتے، موسم گرما کی تعطیلات میں اس کا دورانیہ بڑھا دیا جاتا اور اس میں حاضرین کی تعداد بھی بڑھ جاتی، یہ سلسلہ ۱۹۶۹ء میں شیخ محمد الحامد کی وفات تک جاری رہا، اس کے بعد شیخ محمد علی مراد نے درس و تدریس، وعظ و تذکیر کا کام



آپ کی خانقاہ پر شروع کیا جو دس برس سے زائد جاری رہا اور اپنے عروج پر پہنچا۔ حافظہ الاسد حکومت سے اہل سنت کی یہ بیداری زیادہ عرصہ تک برداشت نہ ہو سکی اور ۱۹۸۰ء میں اس خانقاہ پر بلندوزر چلا کر شیخ محمد الحامد کے مزار سمیت تمام عمارات کو طلبہ کا ڈھیر بنا دیا اور جگہ کو سرکاری تحویل میں لے کر وہاں تجارتی مرکز تعمیر کر دیا گیا اور بالحقہ مسجد کو محکمہ اوقاف کے سپرد کر دیا گیا۔ اس پر شیخ محمد علی مراد سرکاری ملازمت سے الگ ہو گئے اور ۱۳۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں ظلم و ستم کی اس فضا سے اہل و عیال سمیت ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا بسے، حماد میں حکومت کی برپا کردہ کشیدگی بدستور جاری رہی، حتیٰ کہ ۱۹۸۲ء میں نہ صرف شیخ محمد بشیر مراد کو غائب کر دیا گیا بلکہ اس شہر میں دس ہزار سے زائد افراد قتل کئے گئے، اور شہر حماد جو تین عشرہ قبل علم و روحانیت کا مرکز تھا، آج وہاں حکومت نے ایک بھی عالم و مربی کا وجود باقی نہیں چھوڑا۔

شیخ محمد علی سراد نے حصول علم کے لئے عمر بھر اپنا دامن پھیلانے رکھا اور تصوف و دیگر اسلامی علوم میں دنیا بھر کے بہت سے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا، آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شیخ ابوالنصر خلف حمصی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور ان کے فرزند **بابا شمس الدین محمد بن ابوالنصر** شیخ ابوالنصر کے اہم خلفاء قطب شام شیخ محمد الحامد حموی رحمۃ اللہ علیہ اور ۶ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ کو شیخ عبدالرحمن بن محمد عبدالفتاح السہابی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا کی۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد قاری سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تک آپ کا سلسلہ طریقت یہ ہے۔

الشیخ محمد علی مراد عن شیخ عبدالرحمن سہابی والشیخ محمد الحامد والشیخ عبدالباسط خلف عن الشیخ محمد ابوالنصر خلف عن  
بقیۃ السلف الشیخ محمد سلیم خلف (متوفی ۱۳۲۸ھ) من العارف الربانی الشیخ احمد طور زقلی ترکمانی حمصی عن الشیخ خالد  
ضیاء الدین کردی عثمانی (متوفی ۱۳۳۲ھ) عن الشیخ عبداللہ دہلوی عن الشیخ مظہر جان جاناں حمید عن الشیخ نور محمد  
بدوانی عن الشیخ محمد سیف الدین عن الشیخ محمد محصوم عن الامام الربانی الشیخ احمد فاروقی سرحدی نقشبندی رحمہم اللہ  
تعالیٰ۔

شیخ احمد مراد نے ۲۹ در رمضان ۱۳۶۱ھ کو آپ کو فقہ حنفی و علم حدیث میں سند روایت اور بعد ازاں تمام سلاسل تصوف بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ میں سند اجازت عطا کی۔ حماء میں واقع خانقاہ رفاعیہ کے سجادہ نشین شیخ محمود

المحقق شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے آپ کو مکہ مکرمہ میں سلسلہ رقاہیہ اور حواء میں سادات خاندان کے نقیب شیخ محمد مرتضیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادریہ میں خلافت عطا کی، نیز صاحب حاشیہ درمختار علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے علامہ احمد عابدین کے پوتے مفتی شام علامہ سید محمد ابوالیسر عابدین حنفی دمشقی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۱ء)، فقیہ حنفی شیخ عبدالوہاب دہس وزیت دمشقی گیلانی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۹ء)، ترکی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات ”الروض الناضر الوردی فی توجہ الامام الرومانی السرهندی“ کے مصنف فقیہ حنفی شیخ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم مراکش و صاحب تصانیف کثیرہ علامہ سید عبداللہ صدیق الفخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۳ھ)، امام طویل علامہ سید علوی مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم عرب کے اکابر علماء و مشائخ سے شیخ محمد علی مراد رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کے مختلف ادوار میں استفادہ کیا۔

۱۳۲۳ھ میں مجدد العصر امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں مولانا محمد علی صاحب دہلوی صاحب کتاب ”معارف علامہ سید عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے فاضل بریلوی سے مختلف علوم میں اجازت و خلافت حاصل کی، فاضل بریلوی کی عربی تصنیف ”الاجازات المتنبہ لعلماء ہکھ والمدينة“ اور ”علامہ کتانی کی دو تصانیف ”فہرہس الفہارہس والالباب“ اور ”منح المنہ فی سلسلہ بعض کتب المنہ“ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے، ربیع الاول ۱۳۷۴ھ میں علامہ سید عبدالحی کتانی نے شیخ محمد علی مراد اور ان کے دوست شیخ عبدالفتاح ابو فہدہ کو علم حدیث میں مشترکہ سند عطا فرمائی۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد عبدالعظیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد علی مراد کے درمیان حجاز مقدس میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں، تعلقات استوار ہوئے اور باہم مراسلت رہی، ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء میں مولانا محمد عبدالعظیم صدیقی سفر حج و زیارت سے واپس تشریف لائے تو برصغیر میں تقسیم کے باعث قتل و غارت برپا تھی، آپ اپنے اہل و عیال کی خیریت سے بے خبر رہے، ادھر آنکھوں کے مرض میں مبتلا

ہوئے، جب ان مصائب سے نجات ملی تو آپ حسب معمول عالمی تبلیغی دورہ پر چلے گئے، سنگاپور پہنچ کر ۱۳۶۸ھ میں شیخ محمد علی مراد کو حماہ کے پتہ پر خط لکھا جس میں مراسلت میں تاخیر کے مذکورہ اسباب کا ذکر کیا نیز اپنے دورہ کی تفصیلات سے مطلع کیا، مولانا محمد عبدالعظیم صدیقی نے شیخ محمد علی مراد کو ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ کو مختلف علوم تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، حجتی و نقلی علوم، سلسلہ قادریہ وغیرہ میں سند اجازت و خلافت عطا فرمائی اور اس میں آپ کو ان الفاظ سے یاد فرمایا!

”الاخ الکرم العالم الجلیل والفاضل الذلیل الشاب الصالح

الشیخ محمد علی المراد حفظہ اللہ“

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ / ۲۲ اگست ۱۹۵۳ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مولانا محمد عبدالعظیم صدیقی میرٹھی نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تو شیخ محمد علی مراد مدینہ منورہ میں موجود تھے، آپ جمعہ کے دن اپنے مرشد کی خیریت دریافت کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر ہفتہ کی شام دوبار آپ کی عیادت کی اور جب اگلے روز اتوار کے دن آپ نے وفات پائی تو شیخ محمد علی مراد مدینہ منورہ میں موجود تھے، اطلاع ملنے پر سیدھے آپ کی اقامت گاہ واقع نزد باب السلام پہنچے، آپ کے غسل اور تجہیز و تکفین میں شرکت کی پھر آپ کی دست بوسی کی، اسی روز مغرب سے ایک گھنٹہ قبل مسجد نبوی شریف میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، اس کے بعد آپ کی چار پائی روضہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لے جائی گئی، پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضری دینے کے بعد باب جبریل سے باہر لے جا کر جنت البقیع پہنچائی گئی، جہاں آپ کے بڑے بھائی مولانا احمد عتیق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳۸ء) اور شیخ عبدالقادر ہلیمی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ کی قبور سے ملحق اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبور سے شمالی جانب مولانا شاہ محمد عبدالعظیم صدیقی کی تدفین عمل میں آئی [۲۹]، پھر شیخ محمد علی مراد نے قبر پر تلقین کی اور تیسرے دن قل کے موقع پر باب مجیدی کے قریب حضرت شیخ ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمہ کے گھر قرآن خوانی کی مجلس منعقد ہوئی، شیخ محمد علی مراد سب معمولات میں شریک ہوئے۔

شیخ محمد علی مراد شاہی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز قطب مدینہ مولانا شیخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت پائی اور مدینہ منورہ میں آپ کے گھر میں منعقد ہونے والی محافل میلاد میں بارہا شرکت کی، ۳۲ بروز الحجۃ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء کو مولانا شیخ ضیاء الدین احمد مدنی نے وصال فرمایا تو شیخ محمد علی مراد آپ کی جمعہ و تکفین میں شریک ہوئے اور پھر مسجد نبوی شریف میں آپ کی نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

حضرت غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاشمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) خلیفہ مجاز حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) حج و زیارت کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے تو شیخ محمد علی مراد آپ سے فیض یاب ہوئے، پھر مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمہ کے فرزند جلیل مولانا فضل الرحمن قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء) کی خواہش پر حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ نے مدینہ منورہ میں شیخ محمد علی مراد شاہی علیہ الرحمہ کو حدیث و دیگر علوم اسلامیہ نیز سلاسل اربعہ چشتیہ صابریہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، شافعیہ، حنبلیہ، مالکیہ، حنفیہ اور اجازت و خلافت عطا فرمائی اور اس میں آپ کو ان القاب سے یاد فرمایا!

”صحة العلماء المحدثين وقدة الفضلاء الراسخين العلامة  
صاحب الفضيلة الشيخ معذجلي المراد المفتي الاعظم  
بالشام المتوطن بالمدينة المنورة“۔

ہندوستان کے عالم جلیل مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن عباسی قادری رضوی، (دھام نگر، اڑیسہ، ہندوستان) رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) خلیفہ مجاز حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰۰ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو شیخ محمد علی مراد نے آپ سے ملاقاتیں کیں اور استفادہ کیا، پھر ۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کی رات آپ کو اپنے گھر مدعو کیا، اس موقع پر مولانا حبیب الرحمن قادری نے شیخ محمد علی مراد کو قرآن کریم، کتب احادیث صحاح ستہ، حصن حصین، دلائل الخیرات، حزب البحر، دعائے سیفی و دیگر وظائف



واور ادکی اجازت اور سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ میں سند خلافت عطا فرمائی۔

۱۳۰۱ھ شعبان المعظم ۱۳۱۰ھ کو حضرت سید اولاد رسول محمد میاں قادری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند پیر محمد شمس العظمیٰ نے شیخ محمد علی مراد کو دلائل الخیرات شریف کی تحریری سند عطا فرمائی۔

شیخ محمد علی مراد کا سلسلہ روایت و طریقت ایک واسطہ اور تین طرق سے امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے!

”الشیخ محمد علی المراد عن مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد القادری المدنی و مولانا شاء محمد عبدالعلیم الصدیقی القادری المدنی ومحدث المغرب علامہ الشیخ سید محمد عبدالسی الککائی المراكشي عن الامام الشیخ احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ“۔

۱۳۰۱ھ تک شیخ محمد علی مراد [www.ck12.org/content/view/full/9552](http://www.ck12.org/content/view/full/9552) سے شائع ہوئے، شام نعت گو شاعر شیخ ضیاء الدین صابونی شاعر طیبہ نے ان علماء و مشائخ کے اسماء گرامی کو ۱۳۸ اشعار کی صورت میں قصیدہ میں منظوم کیا، اس میں مولانا عبدالعلیم صدیقی، مولانا ضیاء الدین مدنی اور مولانا حبیب الرحمن قادری کا ذکر ہے۔

شیخ محمد علی مراد، فقیہ حنفی، مدرس، مربی و مرشد اور عاشق رسول ﷺ تھے، آپ نے تصنیف و تالیف کی بجائے تدریس و تربیت پر زیادہ توجہ دی، آپ نے دو تین مختصر کتب تصنیف کیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔ شیخ ناصر البانی (متوفی ۱۹۹۹ء) نے قیام دمشق کے دوران مسلک اہل سنت و جماعت، تقلید امام اعظم اور تعلیمات تصوف اسلامی کو خیر باد کہہ کر وہابیت اختیار کر کے اس کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے علماء شام نے ہی زبان و قلم سے ان کے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا ازالہ کیا، شیخ البانی نے ترک تقلید کی مہم چلائی تو شیخ عیسیٰ بیانونی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند عالم جلیل شیخ احمد عز الدین بیانونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) کی خواہش پر شیخ محمد الحامد حموی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۸ء میں تقلید کے جواز پر مختصر مگر جامع کتاب ”لزام اتباع مذاہب

الائمة حسناً للفوضى الدينية“ لکھی جس پر شیخ محمد علی مراد نے تائیدی دستخط کئے، اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں شیخ عبدالحمید طہماز حنفی نے شیخ محمد الحامد کے سوانح حیات پر کتاب مرتب کرنے کا تہیہ کیا تو شیخ محمد علی مراد نے مواد کی فراہمی میں ان کی بھرپور مدد کی، یہ کتاب ”شیخ محمد الحامد رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے مکتبہ دارالقلم دمشق نے ۱۹۷۰ء میں شائع کی، شیخ محمد علی مراد نے مسلک اہل سنت کی تائید میں لکھی گئی دیگر مصنفین کی بعض کتب کی اشاعت میں مالی معاونت کی۔

فضیلۃ الشیخ مفتی محمد علی مراد اس دور میں عالی اسناد کے حامل معدودے چند علماء میں سے تھے، لہذا آپ سے لاتعداد اہل علم نے سند روایت حاصل کی، آپ سے خلافت پائی یا آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا، آپ سے اخذ کرنے والے چند مشاہیر کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ محدث حجاز، عارف کمال، صاحب تصانیف کثیرہ علامہ سید محمد بن علوی مالکی حنفی، مکہ مکرمہ (متوفی ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۳ء)

☆ سلسلہ شاذلیہ کے معروف پیر **شیخ محمد احمد علیہ رحمۃ اللہ**، علامہ **شیخ محمد علیہ رحمۃ اللہ**، دمشق

☆ محقق، مبلغ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین نقشبندی شافعی کردی مصری، استاد جامعہ الازہر قاہرہ (متوفی ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء)

☆ محدث، محقق علامہ شیخ ڈاکٹر احمد معبد عبدالکریم مصری، استاد جامعہ الازہر قاہرہ

☆ علامہ فقیہ شیخ وحسی سلیمان غاوی حنفی دمشقی، استاد جامعہ شارجہ

☆ علامہ ڈاکٹر محمد فواد البرازی، حماء

☆ محدث، محقق علامہ شیخ احمد مختار رمزی حنفی مصری، قاہرہ

☆ ڈاکٹر محمد توفیق بخاری، دمشق

☆ علامہ سید محمد بن جعفر الکلتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے، علامہ سید محمد حمزہ الکلتانی، دمشق

☆ محدث جلیل علامہ سید عبدالعزیز الغماری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء) کے فرزند علامہ سید عبدالغنی

الغماری، مراکش

☆ شیخ عبدالفتاح ابو غده طبری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ سلمان ابو غده حنفی

☆ علامہ محدث فقیہ سید ابراہیم الخلیفہ حسنی شافعی الاحسانی

☆ علامہ شیخ احمد مہدی حداد حنفی، خطیب

☆ محقق شیخ الروایۃ شیخ محمد بن عبداللہ الرشید حنفی، مصنف ”امداد الفتاح“

☆ محقق، شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری، استاد جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ آپ کے فرزند وحید شیخ محمد سلیم مراد ثالث (امام و خطیب ریاست العین)

شیخ محمد علی مراد کی شادی اپنے چچا شیخ محمد خاfer مراد علیہ الرحمہ کی دختر سے ہوئی، جن سے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوئے، آپ کے فرزند شیخ محمد سلیم مراد ثالث نے دینی علوم کی تکمیل کی اور اب متحدہ عرب امارات کی ریاست العین میں امام و خطیب ہیں، شیخ محمد علی مراد ہجرت کے بعد اپنی اہلیہ سمیت مستقل طور پر مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے، لیکن آپ کے فرزند اور متعدد عزیز واقارب متحدہ عرب امارات کی مختلف ریاستوں میں مقیم تھے، جیسا کہ آپ کے ایک بھائی شیخ عبدالقادر [www.abulhasanahmedali.org](http://www.abulhasanahmedali.org) مدینہ منورہ میں، آپ کی اہلیہ کے بھائی حافظ رضوان مراد دہلی میں اور آپ کے بہنوئی شیخ وحسی سلیمان عادی جی شارجہ میں تھے، اس لئے ان سب کے اصرار پر آپ موسم گرما کی تعطیلات میں ہر سال مدینہ منورہ سے عرب امارات تشریف لے جاتے۔

معلوم رہے کہ شیخ وحسی سلیمان عادی جی حنفی البانی ثم الدمشقی حفظہ اللہ تعالیٰ متحدہ کتب کے مصنف ہیں جیسا کہ ۹۴ صفحات پر مشتمل آپ کی تصنیف ”کلمتہ علمیۃ ہادیۃ فی البدعۃ واحکامہا“ اپنے موضوع پر اہم کتاب ہے، جس میں بدعت کی تعریف، اقسام اور ان کے بارے میں شرعی احکامات پر اظہار خیال کیا گیا ہے، اس کا پہلا ایڈیشن ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۱ء میں مکتبہ امام بیروت لبنان نے شائع کیا۔

۱۹۹۹ء کے اواخر میں شیخ محمد علی مراد شدید علیل ہو گئے تو آپ کے چھوٹے بھائی شیخ سعد الدین مراد حفظہ اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ منورہ سے اپنے پاس جدہ لے گئے، جہاں کچھ عرصہ آپ کا علاج جاری رہا لیکن زیادہ افاقہ نہ ہوا، آپ نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ شاید میرا آخری وقت آ پینچا لہذا علاج معالجہ کو چھوڑ دو اور مجھے واپس

مدینہ منورہ پہنچانے کی فکر کرو کہ کہیں میری زندگی کی آخری سانس مدینہ منورہ کی حدود سے باہر ہی نہ نکل جائے اور مدینہ الرسول ﷺ میں موت کی

تمنا پوری نہ ہو، چنانچہ آپ کا علاج موقوف کر کے واپس مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا، جہاں آپ کی صحت قدرے بحال ہونے لگی، مئی ۲۰۰۰ء میں آپ کی نقابت بڑھ گئی تو آپ کے فرزند شیخ محمد سلیم مراد نے دیکھ بھال کے لئے آپ کو متحدہ امارات لے جانے کا قصد کیا لیکن آپ رضا مند نہ ہوئے، ۲۶ مئی کو آپ نے گھر میں محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ منعقد کی جو آپ کی زندگی کی آخری محفل تھی۔

۳۰ مئی مطابق ۲۶ صفر ۱۴۲۱ھ بروز منگل بوقت گیارہ بجے دن مدینہ منورہ میں آپ کی قیام گاہ پر آپ کا وصال ہوا، چند ہی لمحوں میں آپ کے وصال کی خبر پورے عالم اسلام میں پھیل گئی اور آپ کے احباب و عقیدت مند نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آنے لگے، مدینہ منورہ ایئر پورٹ اور شہر مقدس میں داخل ہونے والی مرکزی شاہراہیں لوگوں اور گاڑیوں سے بھر گئیں، اہل حجاز، شامی، پاکستانی، ہندی ہر نسل کے لوگ آپ کے آخری دیدار کے لئے جوق در جوق پہنچنے لگے **وہاں قرآن مجید کی تلاوت آپ کو ادا کرنے پر ہی غسل دیا، جھینور عقیقین کی** اور اسی روز بعد نماز مغرب مسجد نبوی شریف میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں جم غفیر نے شرکت کی، جو لوگ تاخیر سے پہنچے وہ جنت البقیع میں آپ کی تدفین میں شامل ہوئے اور وہیں پر نماز جنازہ ادا کی، ۲ رجون کو عالم اسلام کے مختلف شہروں میں نماز جمعہ پر خطباء نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کے بلندی درجات کے لئے دعا کی، رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ۔ [۳۰]

مفتی اعظم دمشق حضرت علامہ الشیخ

الدكتور عبدالفتاح البزم



”دمشق کے بعض لوگوں نے امام احمد رضا کے موتمر (کانفرنس) میں شرکت سے مجھے روکنا چاہا کہ ان کے عقائد صحیح نہیں ہیں اور یہ کہ ان کے پیروکار (پاکستانی) بدعتی اور بدعتی ہیں، میں نے ان سے کہا کہ میں نے شیخ کی تصانیف پڑھی ہیں اور وہ جو بات کرتے ہیں دلیل سے کرتے ہیں اور ان کے عقائد و معمولات دعویٰ دیکھے جو اہل شام کے ہیں، اس لئے اس موتمر میں شرکت کرنے سے کوئی امر مجھے مانع نہیں ہے، باوجود اس کے بعض فروعی معاملات میں دلائل کے ساتھ میں خود بھی شیخ سے اختلاف رکھتا ہوں، لہذا میں اس محفل میں باوجود آخر وقت تک ان کے منع کرتے رہنے کے حاضر ہوا۔

امام احمد رضا کی خصوصیت میں نے یہ دیکھی، وہ جو بھی بات کرتے ہیں دلائل کے ساتھ کرتے ہیں، خواہ اختلاف رائے کا اظہار کر رہے ہوں یا موافقت کا۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ کو ہم اہل شام حرف آخر سمجھتے ہیں لیکن جب میں نے رد مختار کی عبارات پر شیخ کی تحقیقات کا مطالعہ کیا تو آپ کی تحقیقات قابل تحسین پائیں، جہاں اختلاف کرتے ہیں وہاں ٹھوس دلائل کے ساتھ اپنا موقف پیش کرتے ہیں اور جہاں اختلاف کرتے ہیں ان کے دلائل پر مزید دلائل کا اضافہ کرتے ہیں توفیق حنفی کے اصول اور جزئیات پر ان کی دسترس اور موضوع پر ان کے مطالعہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے، یہ ان کی بڑی خوبی ہے۔

بین الاقوامی سطح پر علمی اداروں میں امام احمد رضا رحمہ اللہ پر مزید تحقیقی مقالہ جات لکھوائے جائیں تاکہ امت مسلمہ آپ کے افکار و خیالات سے استفادہ کر سکے۔

جن لوگوں نے آپ پر اعتراضات کئے ہیں، ان کی اصلیت اور حقیقت تحقیق طلب ہے (اصل مواد و ماخذ سے موازنہ کئے بغیر وہ قائل قبول نہیں ہو سکتے) [۳۱]

علامہ دکتور عدنان درویش، استاد معہد

## الاسلامی دمشق

”میں نے گزشتہ کئی صدیوں کے مجددین کرام کی نگارشات کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن جب امام احمد رضا کی تصانیف نظر سے گزریں تو میں نے محسوس کیا کہ امام موصوف کا تجدیدی و تصنیفی کام ان سب پر بھاری ہے، ان کی تحقیقات، تصنیفات اور عقائد معمولات کو مملکت شام کے علماء قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔“ [۳۲]

## فضيلة الشيخ الدكتور السيد شهاب الدين

### لرفورحسنى شامى

”سوریا (شام) کے سلطان کا ایک خط، محمد رفیع دیکھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے فقہ کی بڑی بڑی کتابوں مسلم الثبوت اور علامہ شامی کے فتاویٰ پر اور ایسے ہی دیگر کئی کتابوں پر حاشیہ اور تعلیقات تحریر کی ہیں، ہمارے ملک شام میں جب سے امام احمد رضا کی تصانیف متعارف ہوئیں ہیں، ہر کوئی ان کی کتب کی طرف رجوع کر رہا ہے۔“ [۳۳]

## فضيلة الشيخ العلامة الامتاز احمد سامر

### القباني، دمشق

”میں امام احمد رضا سے سب سے پہلے اس وقت متعارف ہوا جب عرب کے ایک عالم اور فاضل ڈاکٹر

محمد حازم محفوظ مصری کے لکھے ہوئے مقالات اور تصانیف کا مطالعہ کیا اور شیخ احمد رضا پر ایم۔ فل کا مقالہ "امام احمد رضا، شاعر عربیہ" پڑھا، مجھے ایسا لگا کہ یہ کوئی عرب شاعر ہے، مگر جب معلوم ہوا کہ یہ ہند کے شہر بریلی کے شاعر ہیں تو تعجب کی انتہا نہ رہی کہ عجبی ہوتے ہوئے بھی یہ ایک بہت بڑے عربی شاعر ہیں۔" [۳۴]

## الامام احناف علامہ الشیخ احمد بن

### عبدالحمیم الشامی

علامہ الشیخ السید احمد سعید کاظمی محدث ملتان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۵۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ / ۳ جون ۱۹۸۶ء) خلیفہ مجاز مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی (متوفی ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء) بن امام احمد رضا قادری بریلوی (متوفی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۳۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۱ء) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد ۱۸ جون ۱۹۸۶ء کو راقم الحروف (خلیل احمد) جامعہ انوار العلوم (قدیم) پکھری روڈ ملتان میں مولانا نور احمد ریاض (ناظم دفتر) سے بغرض ملاقات حاضر ہوا تو انہوں نے دوران گفتگو بتایا کہ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کے سب سے آخری خلیفہ مجاز ملک شام کے ایک عالم دین ہیں، پھر انہوں نے جامعہ کا رجسٹر دکھایا جس میں نمبر ۸/۱۰۲۱ کے تحت درج ذیل نام اور تاریخ لکھی ہوئی تھی۔

"فضيلة العلامة الشيخ احمد بن الشيخ عبدالحميم الشامی امام الاحناف مدير

الاولاف شام، ۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ"۔ [۳۵]

## ماخذ ومراجع

[۱]-

الف۔ زرکلی ، خیرالدین : الاعلام [ج ۲] ، بیروت ، دارالعلم للملایین ، ۱۴۱۹/۱۹۹۹ ، ص ۲۰ ،

ب۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱] ، بیروت ، دار احیاء التراث ، (سن طبع نامعلوم) ، ص ۱۳

ج۔ محمد مطیع ، نزار ابانہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری [الجزء الاول] ، دمشق ، دار الفکر ، ۱۴۰۶/۱۹۸۶ ، ص ۳۳۲

[۲]- مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، [www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org) ، کراچی ، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ، ۱۴۰۳/۱۹۸۳ ، ص ۱۸۳

[۳]-

الف۔ زرکلی ، خیرالدین : الاعلام [ج ۶] ، ص ۴۳

ب۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۳] ، ص ۱۳

ج۔ محمد مطیع ، نزار ابانہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری [الجزء الاول] ، ص ۵۰۳

[۴]- مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۱

[۵]- امام الدھر، حافظ العصر، مفسر، محدث، فقیہ، نقوی، مفتی، عابد و زاہد شیخ محمد بدرالدین بن یوسف بن بدرالدین الحسنی الحنفی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء میں دمشق (شام) میں پیدا ہوئے، آپ کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم



مع سند اور متن حفظ تھی، علوم اسلامیہ میں متون کے بیس ہزار اشعار بھی زبانی یاد تھے، آپ نے اپنی زندگی کو تدريس اور عبادت کے لئے وقف فرما دیا تھا، خلق کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی، مولانا شیخ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں، مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ علامہ بدر الدین شامی علیہ الرحمہ ادب کی وجہ سے مسجد نبی شریف کے باب رحمت میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے، علماء دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) و مولوی ظلیل احمد انصاری (م ۱۳۴۶ھ) نے محافل میلاد و قیام کو فصل ہنود مثل کھیا کے جنم دن وغیرہ سے تشبیہ دی جس کی تفصیل ”برائین قاطعہ“ میں درج ہے۔ (انصاری، ظلیل احمد: برائین قاطعہ، مطبع بلالی پریس ساڈھورو، سن طباعت ندارد، ص ۱۵۶) ۱۳۲۹ھ میں مدینہ منورہ میں مقیم ہندوستان کے دو علماء مولانا احمد علی قادری راجپوری، و مولانا محمد کریم اللہ پنجابی نے قول گنگوہی کا عربی ترجمہ کر کے استفتاء کی صورت میں دمشق شام میں محدث سید محمد بدر الدین حسنی (م ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء) کی خدمت میں بھیجا، آپ نے اس کے مفصل جواب کے لئے اپنے شاگرد خاص علامہ محمود آندی عطار دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء) کو لکھا کہ علامہ عطار نے قول گنگوہی کا مفصل رد لکھا جو ”استصحاب القيام عند ذکر ولادته علیہ الصلوٰۃ والسلام“ کے عنوان سے دمشق کے ماہنامہ ”الحقائق“ شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا۔ تقریباً سارے علوم اسلامیہ میں آپ کی تصانیف ہیں، تصانیف علماء دمشق فی القرون الرابع عشر الہجری [الجزء الاول] میں چوالیس کتابوں کے نام درج ہیں (ص ۳۹۰ تا ۴۹۲)، آپ نے ۱۳۵۳ھ/ ۱۹۳۵ء میں دمشق میں وصال فرمایا۔

تفصیل کے لئے دیکھئے۔ ا۔ دمشق، سید محمد صالح، قرقر: شیخ محمد بدر الدین حسنی کما ہولتہ، دمشق، دار الامام ابی حنیفہ، ۱۴۰۶/ ۱۹۸۶ء، اول

۲۔ آل الرشید، محمد عبداللہ: محدث الشام علامہ السید بدر الدین حسنی، ریاض، مکتبہ الامام الشافعی، ۱۴۱۹/ ۱۹۹۸ء، اول

۳۔ نقشبندی، ڈاکٹر محمد عبدالستار: تذکرہ حضرت محدث دکن، لاہور، الملتاز پبلی

یکشنز ، ۱۳۱۹ھ / ۱۹۹۸ء ، ص ۳۰۵

۴۔ محمد مطیع ، نزار باقلیہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الہجری [الجزء الاول] ، ص ۴۷۳ تا ۴۹۳

۵۔ محمد بہاء الدین شاہ : عنوان مقالہ فاضل بریلوی اور علماء مراد ، مشمولہ ، معارف

رضا (ماہنامہ) ، کراچی ، شمارہ اگست ۲۰۰۰ء ، ص ۲۰

۶۔ رانا ، خلیل احمد : الوار قطب مدینہ ، لاہور ، مرکزی مجلس رضا ، ۱۴۰۸ھ ،

ص ۱۶۲

[۶]۔

الف۔ زرکی ، خیر الدین : الاعلام [ج ۷] ، ص ۸۲

ب۔ محمد مطیع ، [www.azhar.org.uk](http://www.azhar.org.uk) : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الہجری [الجزء الثاني] ، ص ۵۷۶

[۷]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۲

[۸]۔

الف۔ الجہوری ، کمال سلمان : معجم الشعراء [الجزء الرابع] ، بیروت ،

دار الکتب العلمیہ ، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء ، ص ۳۰۱

ب۔ زرکی ، خیر الدین : الاعلام [ج ۶] ، ص ۲۲

ج۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۸] ، ص ۲۶۱

[۹]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۷۸

[۱۰]۔

الف۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱۰] ، ص ۲۹۳

ب۔ محمد مطیع ، نزار ابائیدہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجرى [الجزء الاول] ، ص ۵۷

[۱۱]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۶

[۱۲]۔

الف۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱۱] ، ص ۲۵۰

ب۔ محمد مطیع ، نزار ابائیدہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجرى [الجزء الاول] ، ص ۳۳۵

[۱۳]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۰

[۱۴]۔

الف۔ بریلوی ، [rahman@rahman.com](mailto:rahman@rahman.com) ، امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۵۰۷

کراچی ، المکتبہ ، کٹاؤ مارکیٹ ندوہا روڈ ۳۷۳/۵۱۳۵ ، ص ۵۰۷

ب۔ محمد مطیع ، نزار ابائیدہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجرى [الجزء الثالث] ، ص ۸۱

[۱۵]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۷۹

[۱۶]۔ ب۔ محمد مطیع ، نزار ابائیدہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجرى [الجزء الاول] ، ص ۳۳۹

[۱۷]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۵

[۱۸]۔

الف۔ زرکلی ، خیرالدین : الاعلام [ج ۶] ، ص ۱۳۱

ب۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱۰] ، ص ۳۳

ج۔ محمد مطیع ، نزار اباطیہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجری [الجزء الاول] ، ص ۳۶۳

[۱۹]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۷

[۲۰]۔

الف۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱۲] ، ص ۲۳۷

ب۔ محمد مطیع ، نزار اباطیہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجری [الجزء الاول] ، ص ۳۶۶

[۲۱]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۹۰

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

[۲۲]۔

الف۔ زرکلی ، خیر الدین : الاعلام [ج ۷] ، ص ۸۲

ب۔ سیدی الازہری ، ممتاز احمد : حالات مصنف شیخ محمود الطار ، مشمولہ ، ذکر ولادت

خیر الانام رحمۃ اللہ علیہ ..... اردو ترجمہ ..... استحباب القیام عند ذکر ولادۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام

لاہور ، رضا اکیڈمی ، ۲۰۰۱ء ، ص ۸۷۵

ج۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱۲] ، ص ۱۶۴

د۔ محمد مطیع ، نزار اباطیہ ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجری [الجزء الثاني] ، ص ۵۹۶

[۲۳]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۳



[۲۴]۔

الف۔ کمالہ ، عمر رضا : معجم المؤلفین [ج ۱۳] ، ص ۲۲۰

ب۔ محمد مطیع ، نزار باقلید ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجری [الجزء الاول] ، ص ۳۹۶

[۲۵]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۸

[۲۶]۔ محمد مطیع ، نزار باقلید ، الحافظ : تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر

الهجری [الجزء الثاني] ، ص ۱۵ تا ۱۷

[۲۷]۔ مسعود احمد ، ڈاکٹر محمد : امام احمد رضا اور عالم اسلام ، ص ۱۸۹

[www.alahazratnetwork.org](http://www.alahazratnetwork.org)

[۲۸]۔

الف۔ آل الرشید ، محمد عبداللہ : محدث الشام العلامة السید بدر الدین حسنی ، ص ۱۰

ب۔ مصباحی ، یحییٰ اختر : امام احمد رضا اور باب علم و دانش کی نظر میں ، کراچی ، مکتبہ رضویہ

، ۱۹۹۷ء ، ص ۱۸۱ تا ۱۸۵

ب۔ نقشبندی ، ڈاکٹر محمد عبدالستار : تذکرہ حضرت محدث دکن ، ص ۳۳۲

ج۔ نقشبندی ، ڈاکٹر محمد عبدالستار : تذکرہ حضرت محدث دکن ، لاہور ، ممتاز پبلی کیشنز ،

۱۳۶۹ھ / ۱۹۹۸ء ، ص ۳۳۲

د۔ مقالہ نگار : حافظ محمد ادریس ، مشمولہ ، ترجمان القرآن (ماہنامہ) ، لاہور ، جلد ۱۲۳ :

شمارہ ۵ ، محرم ۱۴۱۸ھ / مئی ۱۹۹۷ء ، ص ۶۳ تا ۵۹

[۲۹]۔ مولانا احمد مختار صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ کی وفات ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء کو بڑے نکال کے شہر دکن میں ہوئی لیکن

آپ کو جنت البقیع مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا، جیسے کہ مولانا سید محمد عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کینیا (افریقہ) کے شہر نیروبی میں ۱۷ رجب ۱۴۷۲ھ/۱۳ اپریل ۱۹۵۲ء کو ہوئی لیکن مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ نے ان کی وصیت کے مطابق مولانا محمد عبداللہ شاہ غزنوی علیہ الرحمہ کی میت کو بذریعہ خصوصی طیارہ مدینہ منورہ لا کر جنت البقیع میں دفن کیا۔ (رانا، غلیل احمد: سوانح حیات مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ، کراچی، ورلڈ اسلامک مشن، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، ص ۱۴، ۵۵)

[۳۰]۔ انصاری، عبدالحق: فضیلة الشيخ محمد علی مراد شامی، چھوٹی (خلع پکوال) بہاء الدین زکریا لاہوری، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، ص ۲۹۵۵

[۳۱]۔ ماہنامہ ”معارف رضا“ کراچی، شمارہ ۴، جلد ۲۵، جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ/جون ۲۰۰۵ء، ص ۷  
 [۳۲]۔ ماہنامہ ”معارف رضا“ کراچی، شمارہ ۴، جلد ۲۵، جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ/جون ۲۰۰۵ء، ص ۷  
 [۳۳]۔ ماہنامہ ”معارف رضا“ کراچی، شمارہ ۵، جلد ۲۶، ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ/مئی ۲۰۰۶ء، ص ۷

[۳۴]۔ ماہنامہ ”معارف رضا“ کراچی (پاکستان) شمارہ ۵، جلد ۲۶، ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ/مئی ۲۰۰۶ء، ص ۷

[۳۵]۔ یادداشت احقر غلیل احمد رانا